﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء﴾(آل عمران:۷۴) ☆ ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبکَ مَقَاماً محمودًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ھفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۶ | جمعۃ المبارک | ۱۴/ مئی ۱۹۹۹ء | شمارہ ۲۰

۲۷/ محرم ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۱۴/ ہجرت ۱۳۷۸ ہجری شمسی

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

**مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گا۔**

"اب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت شوکت ظاہر ہو اور اسی مقصد کو لے کر میں آیا ہوں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ انکی قدر کریں اور اللہ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت اُن کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گا۔ وہ اپنا کام کر کے رہے گا مگر ان پر افسوس ہوگا۔

میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹادے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچادیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے۔ اگر اس مسئلہ پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہی مسئلہ ہے جو عیسائی مذہب کا خاتمہ کر دینے والا ہے۔ یہ عیسائی مذہب کا بہت بڑا شہتیر ہے اور اسی پر اس مذہب کی عمارت قائم کی گئی ہے اسے گرنے دو"۔ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۰)

## مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

**ہفتہ، ۲۴/اپریل ۱۹۹۹ء:**

آج حضور انور کے ساتھ بچوں کی کلاس کا پروگرام نشر ہوا۔ تلاوت کلام مجید اور ترجمہ کے بعد دلچسپ بجھارتوں کا پروگرام پیش کیا گیا۔ ان کے بعد بچوں نے بڑی روانی اور اعتماد کے ساتھ قادیان سے ربوہ ہجرت اور پھر حضور انور ایدہ اللہ کی لندن ہجرت کے حالات بیان کئے۔

**اتوار، ۲۵/اپریل ۱۹۹۹ء:**

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ملاقات کا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا جو ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۵ء کو پہلی بار نشر کیا گیا تھا۔

**سوموار، ۲۶/اپریل ۱۹۹۹ء:**

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۲۷ جو ۱۹/جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

**منگل، ۲۷/اپریل اور بدھ، ۲۸/اپریل ۱۹۹۹ء:**

ان ایام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی وہ ملاقات نشر کی گئی جو نومبر ۱۹۹۵ء میں ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی۔

**جمعرات، ۲۹/اپریل ۱۹۹۹ء:**

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۲۸ دوبارہ نشر کی گئی۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

## اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً کی تقدیر ہے جو پاکستان میں چلتی دکھائی دے رہی ہے۔

## تاریخ ان کو بتائے گی کہ وہ کہاں جارہے ہیں اور کس گڑھے میں کود رہے ہیں

### سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دور کے بعض شہداء احمدیت کا دلگداز تذکرہ

## جتنے بھی احمدیوں کو شہید کرنے والے ظالم لوگ ہیں ان کی خبر تو لے کر دیکھیں کہ حکومت کی پکڑ سے تو وہ بچ گئے لیکن ان پر خدا کی کیسی پکڑ آئی

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰/اپریل ۱۹۹۹ء)

لندن (۳۰/اپریل ۱۹۹۹ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عزیزم غلام قادر کی شہادت کے تعلق میں جو سلسلۂ خطبات شروع ہوا ہے ان سب کا عنوان یہی آیت ہے "لاتَقُولُوا لِمَن یُّقْتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ......"۔ کہ خدا کی راہ میں جو لوگ مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم لوگوں کو شعور نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ حضور کی بھانجی عزیزہ نجمو (اہلیہ مکرم غلام قادر صاحب شہید) نے حضور کے نام ایک تفصیلی خط میں لکھا ہے کہ انہیں اس خیال سے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ غلام قادر کی شہادت کی وجہ سے شہادتوں کے تذکرہ کا وہ سلسلہ شروع ہو گیا جس میں سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ سے شروع ہو کر دوسرے شہداء کے ذکر کا سلسلہ شروع ہو گیا اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ غلام قادر کے درجات بھی اس ذکر خیر سے بڑھاتا رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کی شہادتوں کا ذکر حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کابل کے ذکر سے شروع فرمایا۔ آپ کو ۳۴ سال کی عمر میں محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کیا گیا۔ حضور نے آپ کے ایک خط کا بھی ذکر فرمایا جس میں آپ کے قلبی جذبات اور اخلاص و فدائیت کا بیان ہے۔ ۱۱/اگست ۱۹۲۴ء کو آپ کے ارتداد اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا گیا۔ ۱۴/اگست کو بڑی عدالت نے اس کی توثیق کرتے ہوئے بڑے ہجوم کے سامنے سنگسار کرنے کا فیصلہ سنایا۔ ۳۱/اگست کو آپ کو کابل کی تمام گلیوں میں پھرایا گیا اور کابل کی چھاؤنی کے میدان میں سنگسار کرنے کے لئے لایا گیا۔ آپ نے آخری خواہش کے طور پر نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ پھر آپ کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور پھر آپ کو سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آؤ ہم اس لمحہ سے یہ مصمم ارادہ کرلیں کہ ہم اس وقت تک آرام نہیں کریں گے جب تک کہ ہم ان شہیدوں کی زمین کو فتح نہیں کرلیں گے۔ حضور نے افغانستان میں ہی ۵/فروری ۱۹۲۵ء کو شہید کئے جانے والے دو احمدیوں مولوی عبدالحکیم صاحب اور قاری نور علی صاحب کی شہادت کے واقعات کا بھی ذکر فرمایا۔

بعدازاں حضور ایدہ اللہ نے عراق کے احمدی شہید مکرم شیخ احمد فرقانی صاحب کا ذکر فرمایا جنہیں

۱۶/جنوری ۱۹۳۵ء کو شہید کیا گیا۔ آپ دس سال تک احمدیت کی وجہ سے مخالفین کے سخت ظلم و ستم و بائیکاٹ کو برداشت کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو شہید کر دیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے آج کے خطبہ میں مکرم ولی داد خان صاحب شہید افغانستان فروری ۱۹۳۹ء، مکرم ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب شہید کوئٹہ، بلوچستان ۱۹۴۸ء کا بھی ذکر فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب کی شہادت پر فرمایا تھا کہ اس واقعہ سے ہمارے اندر جو ردعمل ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم پہلے سے بھی زیادہ انہماک اور تندہی سے تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔ ماموریں کی جماعتوں پر ظلم ہوتے ہیں اور وہ ظلموں کے نیچے بڑھتی اور پھولتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب شہید اکتوبر ۱۹۵۰ء، چوہدری بدرالدین صاحب شہید ۱۹۵۰ء، مولوی عبدالغفور صاحب شہید ستمبر ۱۹۵۱ء، مکرم داؤد جان صاحب شہید ۱۹۵۶ء اور مکرم ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب شہید ابن خان میر خان صاحب کا بطور خاص ذکر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب شہید کے واقعہ اور اس کے بعد ظالموں سے خدا تعالیٰ کی تقدیر نے جو عبرت انگیز سلوک فرمایا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جتنے بھی احمدیوں کو شہید کرنے والے ظالم لوگ ہیں ان کے حالات کو دیکھیں کہ وہ حکومت کی پکڑ سے تو بچ گئے لیکن ان پر کیسی خدا کی پکڑ آئی۔ حضور نے پاکستان میں ظالموں کی طرف سے احمدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تاریخ ان کو بتائے گی کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور کس گڑھے میں کود رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً کی تقدیر ہے جو پاکستان میں چلتی دکھائی دے رہی ہے۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

## جمعۃ المبارک، ۲۹/اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی ملاقات کا پروگرام جو ۲۷/اپریل کو ریکارڈ کیا گیا تھا نشر کیا گیا۔ چند ایک سوالات یہ تھے:

☆...... خدا تعالیٰ اپنے قوانین نہیں توڑتا تو پھر بعض دفعہ بارش کی دعا کے نتیجے میں کیسے بارش برس جاتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا وہ اسباب جو بارش برسنے کے ہو سکتے ہیں وہ بے شمار ہیں اور وہ قدرتی قوانین کے تحت ہوتے ہیں اور خدا کی مرضی سے وہ اس علاقے کی طرف دعا کے نتیجے میں پھر جاتے ہیں۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی دعا کے نتیجے میں اتنی بارش برسی کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اب بارش بند ہونے کی دعا کی درخواست ہے۔ حضور انور نے دعا کی: حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا یعنی اے خدا بارش ہمارے ارد گرد کے علاقے پر برسا اور ہم پر نہ برسا۔ حضور انور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ایسے نظارے دیکھے ہیں۔ انہیں اتفاقات نہیں کہہ سکتے۔ دعا کی قبولیت کے اثرات قوانین قدرت کے اندر ہی ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح ہم ماریشس میں تھے اور موسمیات کے محکمہ نے پیش گوئی کی کہ بہت سخت طوفان ماریشس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ہم نے دعا کی اور خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور کچھ بھی نہیں ہوا اور بعد میں تفصیل یہ بتائی گئی کہ طوفان ماریشس کے قریب پہنچ کر دو حصوں میں بٹ گیا۔ کچھ ایک طرف سے نکل گیا اور کچھ دوسری طرف سے۔

☆...... بعض مسلمان کہتے ہیں کہ مغربی کلچر کا سرے سے بائیکاٹ کر دینا چاہئے۔ اسلام اس بارے میں کیا تلقین کرتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ ان کے کلچر کی بعض باتیں بہت عمدہ ہیں جو ہمارے اپنے کلچر سے بھی زیادہ عمدہ ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اس لئے مومن کو چاہئے جہاں سے بھی حکمت ملے اختیار کر لے۔

☆...... ہمارے لئے سب سے اہم فرشتہ کون سا ہے؟ حضور نے فرمایا Guardian Angel جو آپ کی حفاظت اور راہنمائی کرتا ہے اس لئے خدا سے یہ دعا کرتے رہو کہ تمہیں Guardian Angel کی حفاظت میں رکھے۔

ان کے علاوہ اور سوالات بھی کئے گئے جن کے جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے۔

☆...... ۱۸۹۴ء میں کسوف و خسوف کے نتیجے میں جو لوگ احمدی ہوئے ان کے بارے میں بتائیں؟

☆...... اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والے الہام کی تشریح کی درخواست کی گئی؟ ☆...... کیا ٹی وی کی موجودگی میں ریڈیو پھر بھی موجود رہے گا؟۔

(مرتبہ: امۃ المجید چوھدری)

| | |
|---|---|
| جانِ ما قربان راہِ یارِ ما | تا مگر کاری شود ایں کارِ ما |
| فتح و نصرت خادمِ ما چوں غلام | اللّٰہُ یُغْلِبُنَا وَ لَا نُغْلیٰ مدام |

(از منظوم فارسی کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

ترجمہ: ہماری جان ہمارے دوست کی راہ میں نثار ہو تا کہ ہمارے اس کام سے کوئی فائدہ حاصل ہو جائے فتح و نصرت غلاموں کی طرح ہماری خادم ہیں۔ اللہ ہم کو غالب کرے گا اور ہم کبھی بھی مغلوب نہیں ہونگے۔

# میں اگر عرض کروں گا تو شکایت ہوگی

اے وطن جب بھی تجھے میری ضرورت ہوگی
میری ہر سانس تحفظ کی ضمانت ہوگی
میں کہ اک راندۂ درگاہ ترا ٹھہرا ہوں
دیکھنا مجھ سے ہی اک دن تیری زینت ہوگی
جاگزیں قائد اعظم کے ارادوں میں جو تھی
تیری عظمت کی ضمانت وُہی قوّت ہوگی
میرے مامن کو وہ کب ہونگے نگہدار نصیب
جن کی آنکھوں میں حیا اور مروّت ہوگی
اب تو ہر لمحہ قیامت کی طرح گزرے ہے
کون کہتا تھا کہ اک روز قیامت ہوگی
لُٹ لُٹا کر جو ترے گھاٹ لگے ہیں آ کر
ان سے زیادہ نہ کسی کو تری چاہت ہوگی
ہو گا ہر جاہلِ مطلق کو یہاں غیب کا علم
منکشف اس پہ ہر اک قلب کی حالت ہوگی
ہوں گے باقاعدہ اک روز تلاوت کے بھی نرخ
یوں بھی آیاتِ الٰہی کی تجارت ہوگی
کم سوادوں کی بن آئے گی خبر تھی نہ ہمیں
خاکِ پا عزت و توقیر و شرافت ہوگی
ہوگی بدخواہوں کے ہاتھوں میں عنانِ تقدیر
جبر کے رحم پہ مجبور کی عزت ہوگی
اب کوئی جنس صداقت کا طلب گار نہیں
سچ جو بولے گا اسے خود سے ندامت ہوگی
قافلے عزم و عمل کے ہیں سر راہ لٹے
اس قدر بھی کہاں تحقیر عقیدت ہوگی
اب حقائق بھی بدلنے لگے یارانِ وطن
اس سے بڑھ کر کہاں توہینِ صداقت ہوگی
ذِکرِ محبوبؐ پہ کٹتی ہے زباں دیکھئے تو
یہ نہ سوچا تھا کہ اک روز یہ صُورت ہوگی
جہاں مذہب ہو ریاکاری عقیدہ ہو فریب
کیسے کہہ دوں کہ وہاں بارشِ رحمت ہوگی
آزمائش کے کئی سخت مقام اَور بھی ہیں
راہِ اُلفت میں ابھی اَور بھی زحمت ہوگی
ماسِوا کذب و ریا کون خریدے گا اسے
سر بازار جو نیلام سیاست ہوگی
جو تمیز حق و باطل سے بھی بیگانہ ہیں
ان پہ کیوں ربِّ دو عالم کی عنایت ہوگی
"مالک الملک" کو رُوداد سناؤں گا وہیں
سنتے ہیں حشر میں بے لاگ عدالت ہوگی
اس سے بڑھکر ہے بھلا کون علیم اور خبیر
"میں اگر عرض کروں گا تو شکایت ہوگی"
جس پہ میرا کوئی احسان نہیں ہے ثاقبؔ
بھلا اس شخص کو کیوں مجھ سے عداوت ہوگی

(ثاقب زیروی)

# اسلام میں روحانیت

از رشحات قلم:-

**حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

بہت سے اسلام کے دشمنوں اور غیر مذاہب کے محققین کا یہ خیال ہے کہ اسلام روحانی امور کی طرف بہت کم توجہ کرتا ہے اور زیادہ تر زور ظاہری شکل پر دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ طریق ابتدائی مذاہب کا تھا۔ چونکہ اس وقت انسانی عقل زیادہ روشن نہیں ہوئی تھی اور باریک فلسفیانہ مسائل ابھی حل نہیں ہوئے تھے اس لئے انسان کی توجہ زیادہ تر ظاہری امور کی طرف جاتی تھی اور وہ صرف نمائش اور شکل سے خدا کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پرانے مذاہب میں رسومات زیادہ پائی جاتی ہیں۔ اسلام میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس ظاہری شکل پر بہت زور دیا گیا ہے۔

اسلام کے چار ارکان ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور یہ چاروں ظاہری امور ہیں اور ان پر اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ترک سے اسلام ناقص ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مخصوص حرکات یا خاص دنوں میں بھوکا رہنے یا کسی خاص علاقہ کی طرف سفر کرنے یا کسی خاص عرصہ کے اندر کسی معین رقم کے ادا کر دینے کے ساتھ روحانیت کا کوئی بڑا تعلق نہیں ہے۔ مختلف انسان مختلف موقعوں اور حالات کے ماتحت (اگر ضرورت ہو تو) خود ایسے قواعد تجویز کر سکتے ہیں جن سے وہ اپنی توجہ کو روحانی امور کی طرف لگا سکیں۔ اس امر کی کوئی ضرورت نہیں کہ ایک ہی قانون کے ماتحت تمام ملکوں اور زمانوں کے لوگوں کو لایا جاوے۔ یہ امور محض ایک شکل ہیں جس کا روحانیت کے ساتھ چنداں تعلق نہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب نے مسئلہ ارتقا کے ماتحت ترقی کرتے کرتے ایسی صورتیں اختیار کر لی ہیں کہ ظاہری شکل بالکل مفقود ہو گئی ہے اور محض روحانیت باقی رہ گئی ہے۔ مثلاً یہودیت اپنی ابتدائی حالت میں بہت سی رسومات اور عادات میں جکڑی ہوئی تھی۔ جوں جوں وہ ترقی کرتی گئی اس کی ظاہری پابندیاں اور رسوم کم ہوتی چلی گئیں چنانچہ بائبل کے پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کس طرح حضرت موسیٰ کے بعد ہر نبی کے زمانے میں ظاہری شکل میں کمی ہوتی چلی گئی اور روحانی امور اور روحانی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ کی گئی حتی کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں اس مسئلہ کو پورے طور پر دنیا کے ذہن نشین کر دیا گیا کہ ظاہری شکل کوئی چیز نہیں۔ روزہ بھی دل کا ہے اور عبادت بھی دل کی اور اصل کامیابی اسی میں ہے کہ اخلاق کی درستی کی جائے اور خدا اور بنی نوع انسان کے ساتھ درست تعلقات رکھے جائیں۔

دوسرا بڑا مذہب ہندومت ہے۔ اس مذہب کو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بھی مسئلہ ارتقا کے ماتحت اسی طرح ترقی کرتا چلا گیا ہے۔ ابتدائی حالت اس مذہب کی رسومات اور پابندیوں کے نیچے بہت دبی ہوئی تھی۔ ترقی کرتے کرتے بدھ کے زمانے میں اس امر کا اعلان کیا گیا کہ ظاہری رسومات کوئی چیز نہیں باطنی پاکیزگی اصل ہے اور اسی کی درستی قدرت کا مقصد ہے۔

تیسرا عظیم الشان مذہب پارسی مذہب ہے جس کے آثار گو اس وقت مٹے ہوئے ہیں مگر کسی زمانہ میں اس کو ایسی ہی عزت اور رتبہ حاصل تھا جتنا کہ کسی اور بڑے سے بڑے مذہب کو حاصل ہوا۔ نصف دنیا میں اس مذہب کا زور تھا اور اس کے ماننے والے ان علاقوں میں حکمران تھے۔ اس مذہب کی حالت بھی بعینہ اسی طرح ہے۔ ابتدائی ایام میں اس میں ظاہری حرکات پر بہت زور دیا جاتا تھا مگر بعد میں آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے خالص روحانیت پر زور دیا جانے لگا۔

یہ نتیجہ تو ہمیں مسئلہ ارتقا کو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابل پر ہم اگر قوموں کے تنزل کو دیکھیں تو اس سے بھی ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کیونکہ جوں جوں کوئی قوم تنزل کی طرف گئی ہے اسی قدر اس میں پھر ظاہری شکل کی طرف زیادہ توجہ ہوتی گئی ہے حتی کہ صرف شکل ہی شکل رہ گئی۔ یہودی مذہب کا تنزل ہندو مذہب کا تنزل پارسی مذہب بلکہ عیسائی مذہب کا مذہبی طور پر تنزل اس بات کا شاہد ہے۔

ہندومت۔ ابتدا پر رسومات میں زور، ترقی میں کم، تنزل میں پھر وہی باتیں رونما، ان دونوں حالتوں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ یقینی ہے کہ شکل کی پابندی ہمیشہ تہذیب کے ابتدائی درجہ میں ہوئی ہے اور ترقی و تہذیب کے ساتھ ظاہری پابندی خود بخود کم ہوتی چلی جاتی ہے کیونکہ ظاہری پابندیاں اصل میں ایسے ہی لوگوں کے لئے ضروری ہوتی ہیں جن کی عقل ابھی ابتدائی درجہ میں ہو۔ پس اسلام میں ظاہری شکل پر جو زور دیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام عربوں کی اس وقت کی حالت کے مناسب حال تھا مگر اب تہذیب اور ترقی کے زمانے میں یہ دنیا کے کارآمد اور مفید نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کا اثر ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت خود مسلمانوں میں بعض لوگ اس قسم کے ہیں جو ان ظاہری امور کو چنداں وقعت نہیں دیتے۔ چنانچہ چند سال ہوئے کہ علی گڑھ کالج کے ایک گریجوایٹ نے بعض اخبارات میں یہ مضمون شائع کیا تھا کہ وضو، نماز، روزہ اور حج عربوں کے مناسب حال تھے اور ان کو محض نمونہ سمجھنا چاہئے نہ کہ حقیقت۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے نمونے فرمائے ہیں کہ اس رنگ میں عمل کرو۔ وہی شکل ضروری نہیں ہے۔ پھر اس وقت کے لوگوں میں چونکہ انتظام اور پابندی نہیں تھی، اوقات ضائع کرتے تھے اس لئے ان کے لئے ایسی ہی عبادات کی ضرورت تھی۔ صفائی ان میں کم تھی اس لئے وضو کے مقرر کرنے کی ضرورت تھی۔ غسل جنابت بھی اسی لئے ضروری تھا۔ مگر آج کل زمانہ بدل گیا ہے، تعلیم یافتہ لوگ صفائی رکھتے ہیں، غسل کرتے ہیں ان کے لئے نہ اس عمل کی ضرورت، نہ وضو کی حاجت، نہ ان کے اوقات ضائع ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی شغل پیدا کیا جاوے۔ جو کچھ وہ اپنی صفائی کے لئے کرتے ہیں وہ کافی غسل اور وضو ہے اور نماز پانچ وقت کی ضروری نہیں۔ اگر دو وقت کھانے پر دعا کر لی جاوے تو کافی ہے۔ اُس وقت لوگ ننگے تھے، سجدہ کی تکلیف نہیں تھی، بادشاہ جابر تھے، اسی رنگ میں عبادات کراتے تھے۔ پس خدا کے لئے بھی ایسی ہی عبادت مقرر ہوئی۔ اب بادشاہ کے سامنے بھی سر جھکایا جاتا ہے، دعا کے لئے بھی کرسی پر بیٹھے ہوئے سر جھکا لینا کافی ہے۔ روزہ کی اول تو ضرورت نہیں۔ اگر بہت ضروری ہو تو ایک وقت کھانا چھوڑ دیویں، چائے اور بسکٹ میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح بجائے حج کے ایجوکیشنل کانفرنس میں شامل ہونا کافی ہے۔ اس زمانہ میں غرباء تھے اس لئے چندہ مقرر کیا گیا تھا۔ آج کل زمانہ امیر ہے، کام چل سکتا ہے۔ اسی لئے علی گڑھ کالج کو چندہ دینا کافی ہے وغیرہ وغیرہ"۔

گو ایک شخص نے بدقسمتی سے اس قسم کے خیالات ظاہر کئے لیکن درحقیقت بہت لوگ ہیں جو گو، ڈر کے مارے زبان سے ظاہر نہ کرتے ہوں لیکن ان کے دماغ انہی خیالات سے پُر ہیں۔ پس یہ ایک ایسا سوال ہے جو نہ صرف اسلام کے دشمنوں یا اسلام پر دور سے نظر ڈالنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں خود مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہی شبہات پیدا ہو رہے ہیں اور بعض لوگ اس کی وجہ سے اندر ہی اندر بدظن ہو رہے ہیں اور بعض جو قومیت کی طرف زیادہ نظر رکھتے ہیں یا ان کے دلوں میں رسماً عادتاً یا قدرتاً اسلام کی کچھ محبت ہے وہ ایسی توجیہات سوچتے ہیں کہ جن سے اسلام پر سے اعتراض مٹ جاوے۔ چنانچہ جس شخص کے خیالات کا ذکر کیا گیا ہے اس نے بھی اس اعتراض کو مٹانے کے لئے یہ توجیہ سوچی کہ درحقیقت یہ باتیں نمونے ہیں ان کو مدنظر رکھ کر حالت کے ماتحت خود قواعد تجویز کر لینے چاہئیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ تو اسلام اس کے دشمنوں نے سمجھا ہے، نہ اس کے ان دوستوں نے یا یوں کہنا چاہئے کہ دوست نما دشمن نے۔ جس ارتقا اور تنزل سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے وہی درحقیقت ان کے خیالات کی غلطی ثابت کر رہا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ کبھی بھی کوئی مذہب جس نے دنیا کے اخلاق میں کوئی تغیر پیدا کیا ہو یا اس کے روحانی طاقتوں کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوا ہو عبادت کی ظاہری شکلوں سے خالی نہ ہوگا۔ درحقیقت ان زمانوں میں کہ جن کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے افراط اور تفریط اور اعتدال کا سوال رہا ہے۔ جس وقت کہ شکل کے اوپر زیادہ زور دیا گیا اور اس کا نتیجہ قوم میں تنزل پیدا ہوا، اس کا باعث یہ نہیں ہوا کہ ظاہری شکل کیوں قائم رکھی گئی بلکہ اس کا باعث یہ تھا کہ اس کے اوپر ضرورت سے زیادہ زور دیا گیا اور روحانیت کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی طرح اگر تہذیب کے ابتدائی زمانوں میں جس میں یہ بات نظر آتی ہے کہ ان میں شکل پر خاص زور دیا گیا ہے اس کے مقابلے میں یہ بھی نظر آتا ہے کہ ابتدائی ترقی کے وقت بھی ظاہری شکل کو بالکل نظر انداز نہیں کر دیا گیا۔ اگر ان ابتدائی تعلیمات کا مقابلہ اسلام کی تعلیم سے کیا جاوے تو دونوں میں ایک بین فرق نظر آئے گا۔ بائبل، ویدوں یا ژند آوست کو پڑھو۔ ان میں چھوٹے چھوٹے امور کے متعلق ایسے قواعد اور پابندیاں نظر آئیں گی کہ ایک مسلمان جو ان امور کا عادی نہیں گھبرا جائے گا کہ ان پابندیوں کے ساتھ ان کی زندگی کیونکر گزرتی ہوگی۔ بائبل کے عبادت خانوں اور قربانیوں کے قواعد پڑھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ کس طرح چھوٹی سے چھوٹی تفصیل کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اسی طرح ہندو مذہب کی قومیت کے سوالوں اور عبادات کے طریقوں میں جن پابندیوں اور رسومات کو لازم کیا گیا ہے انسان کی عقل کو چکرا دیتی ہیں۔ ژنداوست میں آگ جلانے اور پانی کے رکھنے تک کے قواعد بیان کئے گئے ہیں اور ایک شخص جو ان پابندیوں کا عادی نہیں ایسے مذہب پر چل کر ایک ماہ میں گھبرا جائے گا۔ پس یہ بات بالکل غلط ہے کہ اسلام ظاہری شکل پر خاص زور دیتا ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ **اسلام میں ظاہری شکل کو بھی ایک حد تک قائم رکھا گیا ہے مگر اسی جگہ جہاں اس کے قائم رکھنے سے کوئی دینی یا دنیاوی نفع ہو۔**

مثلاً یہی چار رکن نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں ظاہری شکل کو اسی حد تک قائم رکھا گیا ہے جہاں تک وہ روحانیت کی ترقی یا بنی نوع انسان کے فوائد میں ممد ہے۔

**نماز**، اس کو ادا کرنے سے پہلے چند ایک معین افعال و حرکات بتلائی گئی ہیں کہ جن کے بغیر عبادت کامل نہیں ہوتی۔ اول وضو۔ یہ ایک ظاہری طہارت ہے، بے شک ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص بہت صاف ستھرا رہنے والا ہو مگر جہاں وضو میں ان لوگوں کے لئے فائدہ مخفی رکھا گیا ہے جو ظاہری طہارت کے ایسے پابند نہیں کیونکہ اسلام دنیا کے ہر طبقہ کے لئے ہے۔ وہاں اس میں اور بہت سے فوائد ہیں جو ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے ہیں مثلاً پہلے تو تصویری زبان میں ان تمام اعضاء کو جو مبادی گناہوں کے ہیں دھو کر اس بات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اسی طرز پر انسان کو خدا کی طرف جانے سے پہلے اپنی اخلاقی پاکیزگی کرنی چاہئے۔ گناہوں کی ابتدا ہاتھوں، پاؤں، آنکھ، کان اور منہ سے ہوتی ہے۔ ان کی ظاہری صفائی سے ان کی باطنی صفائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہی عضو ہیں کہ جن کے ساتھ انسان گناہ کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ

تصویری زبان لفظی زبان سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ انسان کے خیالات کی رو ہاتھ، پاؤں، کان، ناک اور منہ کے ذریعہ سے باہر کی طرف جاتی ہے اور ان کو پراگندگی سے بچانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ ان کو پانی کے ساتھ تر کر دیا جاوے۔ جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ خیالات سے پراگندگی دور ہو جائے گی۔ اور ان پر پانی ڈالنے کے معنے یہی ہیں جیسے کسی زیادہ تیز ہو جانے والے پرزوں کو ٹھنڈا کر دیا جاوے تاکہ سٹیم ضائع نہ ہو جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریمؐ نے پسند فرمایا ہے کہ وضو جہاں تک ہو سکے ٹھنڈے پانی سے کیا جاوے کیونکہ ٹھنڈا پانی زیادہ مفید ہے۔ غرض یہ موٹے موٹے فوائد ہیں جو وضو میں حاصل ہیں۔ اسی طرح نماز میں جس شکل کو اختیار کیا گیا ہے وہ بظاہر گو ایک شکل ہی معلوم دیتی ہے اور اس کا تعلق روحانیت سے کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن حقیقتاً اس کے اندر بہت سے روحانی فوائد ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جسم ایک برتن ہے اور روح ایک چیز ہے جو اس کے اندر ڈال دی گئی ہے۔ یا جسم ایک چھلکا ہے روح ایک مغز ہے۔ اور برتن کا اثر ضرور اندر کی چیز پر پڑتا ہے۔ جیسے چھلکے کا اثر مغز پر پڑتا ہے۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ مختلف دماغوں کی بناوٹ کے ماتحت انسان کی عقل میں ترقی اور تنزل واقع ہوتا ہے۔ ایک جگہ سے دماغ بھیچ جائے تو یہ نہیں کہ چونکہ جگہ تو اتنی باقی رہی ہے عقل کی قوتوں پر اثر نہ پڑے بلکہ عقل پر ضرور اثر پڑتا ہے بلکہ بعض خاص شکلیں بنانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ویسی طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ علم بشرہ اور علم اشکال کے ماہرین نے ایسے اصول مقرر کئے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے بہت حد تک انسان کے خیالات اور اخلاق کا پتہ چل سکتا ہے۔

پس اس ثابت شدہ حقیقت کے ہوتے ہوئے اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ظاہری شکل کا قلب پر اثر ضرور پڑتا ہے۔ چنانچہ ان قواعد کے ماتحت تجربہ کیا گیا ہے کہ ظاہری صورت کے تغیر کے ساتھ اخلاق میں تغیر اور اخلاق کے تغیر کے ساتھ ظاہر شکل میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس نماز میں اسی قاعدہ کے ماتحت وہ تمام طریقے جن میں فطرتاً تذلل اور انکسار پیدا ہو مد نظر رکھے گئے ہیں۔ **نماز کے کسی حصہ میں بناوٹ نہیں بلکہ وہ تمام کے تمام فطرتی اصول ہیں جن کے ذریعہ سے لازماً روحانیت، عجز و انکسار پیدا ہوتے ہیں۔** مثلاً ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دینا اس کی تصویری زبان میں جو اکثر ممالک میں اس وقت تک قائم ہے، یہ معنی ہیں کہ ہر طرف سے توجہ ہٹالی جاوے، بے تعلقی ہو۔ اسی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، نگاہیں نیچی رکھنا، رکوع، سجدہ، دوزانو بیٹھنا یہ سب تذلل اور انکسار کے فطرتی طریق ہیں۔ اسی طرح مثلاً جماعت اتحاد کے قائم کرنے کی علامت ہے۔ جب انسان ظاہری شکل میں ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو وہ اس حالت سے اقرار کرتے ہیں کہ وہ روحانی عقائد میں بھی اس رنگ میں اتفاق اور اتحاد کے ساتھ خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کریں گے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ کوئی مغز بغیر پوست کے نہیں ہوتا اور کوئی پوست مطلوب اور مقصود نہیں جب تک اس کے اندر مغز نہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں میں پوست یعنی ظاہری شکل کے چھوڑنے کا خیال آیا ان سے حقیقت بھی بالکل غائب ہو گئی۔ بہر حال اگر فرض کر بھی لیں کہ بعض لوگ بغیر پوست مغز کو قائم رکھ سکتے ہیں لیکن اگر کسی قاعدے کے ماتحت ان لوگوں کو نہ لایا جاوے تو لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر ایک شخص جو عبادت سے جی چرائے گا وہ کہہ دے گا کہ میں بغیر پوست کے مغز حاصل کر سکتا ہوں۔ پس یہ آزادی روحانیت کی ہلاکت کا باعث ہو گی نہ کہ ترقی کا۔ جیسا کہ صرف وہ لوگ جو ان اعتراضوں سے ڈر کر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اصل مقصود ظاہری شکل نہیں بلکہ دل کی طہارت اور پاکیزگی ہے۔ ان میں نہ دل کی طہارت ہے نہ ظاہری شکل۔ ایسے لوگوں کو دن رات میں ایک دفعہ بھی خدا کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ اگر بغیر اس پوست کے مغز حاصل ہو سکتا تو ضرور تھا کہ وہ خدا کے ذکر سے غافل نہ ہوتے مگر اس ظاہری عادت کے چھوڑنے سے دلوں کی عادت بھی چھٹ گئی۔ اس قانون کے ماتحت کم از کم پانچ وقت تو ضرور خدا کی طرف توجہ پھر جاتی تھی۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ مقصود بالذات مغز ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا مغز بغیر پوست کے رہ بھی سکتا ہے۔ خدا کے ظاہری قانون سے اس کے باطنی قانون کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کا ظاہری قانون بتاتا ہے کہ تمام مغز پوستوں کے اندر نشوونما پاتے ہیں گو ہمارے مقصود بالذات پوست نہیں ہوتے۔ کیا اگر بادام کسی کے باغ میں لگیں اور وہ فوراً چھلکا اتار کر پھینک دے تو کیا اس باغ میں بادام نشوونما پا سکتا ہے؟ یا آم پر سے آم کا چھلکا اتار دیں تو وہ پک جائے گا؟ شیرینی تو پوست کے اندر پیدا ہو گی مگر پوست مقصود نہیں ہو گا۔ **لطیف اشیاء ہمیشہ حفاظت کی محتاج ہوتی ہیں۔ جس طرح روح جسم کی محتاج ہے اسی طرح روحانی عبادتیں بھی ایک حد تک جسمانی شکلوں کی محتاج ہیں۔ ہاں اس شکل کو اصلی سمجھ لینا غلطی ہے اور اسلام ہرگز اس بات کو جائز نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عبادت کو ہرگز پسند نہیں فرمایا بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ اسی نماز کا فائدہ ہوتا ہے جس میں دل خدا کی طرف متوجہ ہو۔** اگر دل متوجہ نہیں تو ظاہری حرکات سے کوئی فائدہ نہیں۔ جس طرح بے مغز بادام کچھ چیز نہیں۔

**دوسری عبادت روزہ ہے۔** اس میں بھی گو بظاہر کھانے پینے سے ایک خاص وقت تک روکا گیا ہے اور بظاہر یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ روکنا محض عبادت کے طور پر ہے۔ مگر در حقیقت یہ بہت سے روحانی فوائد اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہ بات ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ انسانی روح کی توجہ کو مادیات کی طرف جھکانے والا اس کا مادیات سے تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حد سے زیادہ اپنے جسم کی پرورش کرتے ہیں ان کی روحانیت کثیف ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دماغی کام کرنے والے لوگ جو کہ خاص قابلیت رکھتے ہوں اور خاص طور پر دنیا کے لئے مفید ہوں وہ خوراک وغیرہ کے لحاظ سے کبھی غالی نہیں ہوتے۔ اس وقت بھی جبکہ ظاہری آرام و آسائش کی طرف دنیا کو بہت توجہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ دماغی کام کرنے والے لوگ کھانے پینے کی طرف اپنے حالات کے باعث دوسرے لوگوں کی نسبت ضرور کم توجہ کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک روح کو جسم کی قید سے ایک حد تک آزاد نہ کیا جاوے وہ کامل طور پر بلند پروازی نہیں دکھا سکتی۔ تمام مذاہب اور تمام بڑے بڑے انسان جو کبھی دنیا میں گزرے ہیں اور جنہوں نے روحانی طور پر کوئی کمال حاصل کیا ہے ان کی زندگیوں کے حالات پڑھنے سے اور ان مذاہب کی کتب کے مطالعہ سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ ان سب نے اپنی زندگیوں میں ایک حد تک روزے رکھے۔ اور سب مذاہب کے پیرؤوں کو روزے رکھنے کی تاکید کی۔ دنیا کے ہزاروں مذاہب میں سے جو خواہ تہذیب کے ابتدائی حصہ میں ہوں یا انتہائی میں صرف دو مذہب ایسے ہیں کہ جن کی نسبت اس وقت کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ روزوں کی تعلیم نہیں۔ ایک پارسی مذہب اور دوسرا کنفیوشین مذہب۔ مگر تحقیقات جدید نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ پارسی مذہب میں بھی روزوں کا حکم تھا۔ چنانچہ ان کی ایک دعا میں روزوں کا ذکر ہے۔ اب صرف ایک مذہب رہتا ہے جس میں روزہ کی تعلیم معلوم نہیں ہو سکی۔ ہم دوسرے مذاہب کی وسیع شہادت کے مقابلے میں نہیں کہہ سکتے کہ واقعہ میں اس مذہب میں روزے نہ تھے۔ اور یہ ایک مثال ہمارے مدعا کے ثبوت میں روک نہیں ہو سکتی۔ عبادات کی ظاہری شکل سے انکار کرنے والا سب سے بڑا مذہب عیسائیت ہے مگر حضرت مسیحؑ خود اور ان کے حواری روزہ رکھتے تھے۔ **یہ عظیم الشان اتفاق جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم کی روحانی ترقی کے لئے روزے ضروری سمجھے گئے ہیں۔ ہمیں اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ روزے صرف ایک رسم اور قانون کے طور پر نہیں رکھے گئے بلکہ ان کا روحانیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔** چنانچہ قرآن کریم میں اس بات کو پیش کیا گیا ہے (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) اس میں دونوں باتیں قرآن کریم نے پیش کی ہیں۔ اے لوگو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں یعنی اس میں صرف حکم دیا ہے تاکہ جو لوگ رضا کے لئے حکم ماننے کے عادی ہیں وہ اس حکم پر عمل کریں۔ ان کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس سے بظاہر کوئی فائدہ بھی ہو تب ہی وہ اتباع کر لیں گے۔ دوسرے كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی جیسے پہلے لوگوں کی ترقی کے لئے ضروری سمجھا گیا تھا اور ان پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح اور اسی غرض سے تمہارے لئے بھی روزے فرض کئے گئے ہیں اور وہ غرض کیا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔ پھر فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ محض تحکم یا عبودیت کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ ان کا نتیجہ تقویٰ ہے۔ پس قرآن کریم خود دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عبادت بھی محض شکل نہیں بلکہ اس کے اندر روحانیت ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے، بدیوں سے بچنے کی طاقت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تعلق دل میں قائم ہوتا ہے۔ اس کی ظاہری وجہ یہ ہے کہ روح کو ایک حد تک جسم سے جدا کرنے کا ذریعہ روزہ ہے جس کے نتیجہ میں روح میں بلند پروازگی پیدا ہوتی ہے۔ گو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ روح جیسے علمی ترقی کے لئے جدائی چاہتی ہے عملی ترقی کے لئے اتحاد چاہتی ہے۔ پس جہاں جہاں علمی ترقی کا در روزوں کے ذریعے سے کھولا گیا ہے وہاں عملی ترقی کو جسم کی حفاظت اور اس کی قوت کو قائم رکھنے کے لئے مستحکم کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرض کے طور پر سال بھر میں صرف ایک ماہ کے روزے رکھے گئے ہیں اور روزانہ روزہ رکھنے سے قطعی طور پر روکا گیا ہے۔ گویا سال میں سے ایک حصہ روزے لازمی و فرض ہیں اور ایک حصہ میں کھانا پینا لازمی و فرض ہے اور اس طرح روح کی علمی اور عملی ترقیات کے لئے سامان بہم پہنچا دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں روزوں میں اخلاقی اور سیاسی فوائد بھی بہت سے ہیں۔ جب تک انسان محنت کش نہ ہو کسی کام کے قابل نہیں ہو سکتا۔ دنیاوی محنتیں اور کوششیں تو صرف غرباء کے لئے ہوتی ہیں کیونکہ وہ ان کے اٹھانے کے لئے مجبور ہوتے ہیں مگر امراء عام طور پر آسائش پسند ہوتے ہیں۔ پس اس شرعی حکم کے ماتحت ان میں بھی ضرورت کے موقعہ پر کام کی قابلیت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح روزے انسان کو اس ضروری فرض کی طرف بھی متوجہ کرتے ہیں جو ایک انسان پر اس کے دوسرے بھائی کی فاقہ کشی اور غربت کے وقت عائد ہوتا ہے۔ در حقیقت کوئی تکلیف اچھی طرح سمجھ میں آ نہیں سکتی جب تک انسان خود اس میں سے نہ گزرے جن لوگوں کو ایک ناشتہ کا بھی فاقہ نہ ہوا ہو وہ اپنے بھوکے بھائی کی تکلیف کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ روزے کے ذریعے سے ہر ایک مسلمان اچھی طرح سمجھتا ہے کہ مجھ پر میرے غریب بھائیوں کی خدمت اور خبر گیری فرض ہے اور یہ تکلیف معمولی تکلیف نہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے اخلاقی فوائد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر یہ دوسرے درجہ میں ہیں۔ اصل فائدہ وہی روحانی فائدہ ہے جو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں بیان کیا گیا ہے یعنی روح کی اعلیٰ تربیت۔ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ، انشاء اللہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ہی سال میں جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ احمدی داخل ہو چکے ہونگے

**ہر جگہ ہماری دعائیں ہماری تائید کر رہی ہیں اور ہماری فتح دلوں کی فتح ہے**

## جو خدا کے لئے، خدا کے دین کی خاطر دعائیں مانگتا ہے اس کی دعائیں معمولی دعائیں نہیں ہوا کرتیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶/مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶/امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾۔(سورة الحُجرات آیت۱۶)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی بنیادی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ ایمان لائے اور پھر کبھی شک نہیں کیا۔ اس مضمون کا اگلے مضمون سے ایک گہرا تعلق ہے۔ مومن تو بہت سے ہوتے ہیں شک میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں، ٹھیک بھی ہو جاتے ہیں۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ کا اصل معنی یہ ہے کہ اصل مومن تو وہ ہیں، سچے اور کامل مومن تو وہ ہیں جو ایمان لے آئے اور پھر اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوئے۔

ایسے لوگ جب کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا کیونکہ شک کرنے والا جہاد نہیں کر سکتا۔ جب بھی شک میں یا تردّد میں مبتلا ہو گا اسی حد تک جہاد کی صلاحیت جاتی رہے گی۔ دیکھو قرآن کریم کتنا فصیح و بلیغ کلام ہے اور آیتیں ایک دوسرے سے گہرا رابطہ رکھتی ہیں اور اسی مضمون کو آگے بڑھاتی ہیں جس سے آغاز کیا گیا ہو۔ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ خدا کے نزدیک یہی سچے لوگ ہیں۔ باقی دنیا تو جھوٹوں سے بھری پڑی ہے اگر سچے تلاش کرنے ہوں تو یہی ہیں جو اللہ کی نگاہ میں سچے ہیں۔ پس **تمام جماعت کو اس آیت کے حوالے سے میرا یہی پیغام ہے کہ سچوں میں داخل ہوجائیں۔ موت آئے تو مَعَ الصّٰدِقِیْن آئے، سچوں کے ساتھ آئے۔ یہی زندگی کا منتہیٰ ہے، یہی زندگی کا کمال ہے**۔ واپس تو سب نے جانا ہی جانا ہے۔ جو اس وقت یہاں بیٹھے یا دور بیٹھے مجھے سن رہے ہیں شاذ ہی کوئی ہو جو ایک سو سال کے بعد زندہ رہے۔ پس جب لوٹنا سب نے ہے، ہمیشگی کا گھر بھی وہی ہے جو آخرت کا ہے تو پھر شک میں مبتلا ہو کر جانوں اور مالوں سے خدا کی راہ میں جہاد نہ کرنا بہت بڑی بیوقوفی ہو گی کیونکہ آنکھ پھر وہاں کھلنی ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ جب وہاں آنکھ کھلے تو پھر انسان سوچے گا کہ جو موقع تھا خدمت کا وہ تو گنوا دیا، خالی ہاتھ آیا ہوں۔

پس یہ باتیں ایسی ہیں جو تفصیل سے غور طلب ہیں ان پر لوگ غور نہیں کرتے حالانکہ سب سے زیادہ ضروری باتیں ہیں۔ غور اس لئے نہیں کرتے کہ موت سب کو بھولی ہوتی ہے۔ موت جو سب سے زیادہ یقینی چیز ہے وہ سب سے زیادہ بھولی ہوئی ہے اور ناممکن ہے کہ انسان موت پر نظر رکھتا ہو اور اسے انجام کا نہ پتہ ہو۔ کتنے بڑے بڑے دنیا میں بادشاہ آئے اور گزر گئے، کتنے بڑے بڑے جابر پیدا ہوئے اور نکل گئے کوئی ان میں سے باقی نہیں رہا سب موت کا شکار ہو گئے اور اگر موت ان کو یاد رہتی تو ناممکن تھا کہ وہ عمل کرتے جو اس دنیا میں کرتے رہے۔

پس اس آیت کریمہ کے حوالے سے میں کچھ مضمون بیان کرنے لگا ہوں اور اس کا ایک گہرا رابطہ دعا سے بھی ہے اور ہمارے دنیا کے سارے کام سنورنے کا بھی اس سے تعلق ہے اور دعا سے بھی تعلق ہے۔ پس ایک انسان جو جہاد میں مصروف ہو جاتا ہے وہ بظاہر دعا نہیں بھی کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیں خوشخبری دیتے ہیں کہ اس کے کاموں کی ذمہ داری خدا اور اس کے فرشتوں کے سپرد ہو جاتی ہے۔ اس کے دنیاوی کام ہوں، دینی کام ہوں سارے گو بظاہر لفظوں میں دعا بن کر دل سے نہیں اٹھتے لیکن مصروف اللہ کے کاموں میں ہے تو اللہ اس کے کاموں میں کیوں نہ مصروف ہو۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس کے کام کرتے چلے جاتے ہیں اس کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ کیسے کیسے کام ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی زندگی کے حالات جو میں آج کل رجسٹر سے پڑھ رہا ہوں حیرت ہوتی ہے ان کو دیکھ کر کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق دین کے کاموں میں مصروف ہوا کرتے تھے اور کس طرح پیچھے ان کے کام خدا خود بخود چلاتا رہتا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کس طرح ان کے کام ہو جائیں گے لیکن جب گھروں میں لوٹتے تھے تو جو فکریں پیچھے چھوڑ کے گئے تھے ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا دنیا میں۔ یہ بکثرت ہوا ہے۔ اس کثرت سے کہ شاید ہی آج کوئی احمدی خاندان ہو جس کے آباؤ اجداد کی زندگی میں یہ سبق نہ مل گیا ہو۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے بہت سے افراد یعنی جماعت احمدیہ کے بہت سے خاندان اپنے آباؤ اجداد کے حالات ہی بھول بیٹھے ہیں یا بھلا بیٹھے ہیں اور اگر وہ ان کی طرف توجہ کریں تو مجھے یقین ہے کہ جماعت میں اخلاص کی ایک نئی لہر دوڑ پڑے گی۔ اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ جب میں سارے رجسٹر مکمل طور پر پڑھ لوں گا اور اب میرے دو تین صرف باقی رہ گئے ہیں، اب تک جو پڑھ چکا ہوں پانچ ہزار صفحے کے رجسٹر پڑھ چکا ہوں اور ابھی بہت سے باقی ہیں یعنی بہت پڑھنے والا مضمون باقی ہے۔ تو جب سب پڑھ لوں گا تو اس کو جماعت وار یا خاندان وار تقسیم کروں گا۔ خاندان وار کرنا چاہئے اور پھر ان خاندانوں کے حالات کے متعلق ان کے جو لوگ بڑے ہیں ان سے رابطہ کروں گا، ان کو بتاؤں گا کہ یہ تمہاری باتیں ہیں، تمہارے آباؤ اجداد ایسے تھے۔ یہ یہ قربانیاں کی تھیں آج جو تم پھل کھا رہے ہو یہ انہی کی محنتوں کا پھل کھا رہے ہو اور پھر وہ ذمہ دار ہو جائیں اپنی اپنی کمیٹیاں بنا کر، اپنے خاندان والوں کو جہاں کہیں بھی وہ دنیا میں پھیلے ہوں ان سب کو وہ اپنی خاندانی روایات بتائیں اور ان کے دل میں نیکی کے کچو کے دیں شاید پرانے ذکر سے کوئی رگ تازہ ہو جائے اور دل میں دوبارہ خدمت دین کی لگن لگ جائے۔

پس یہ وہ پروگرام ہے جس کے تحت میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کام کرنے والا ہوں اور اس آیت کریمہ میں جو میں نے حوالہ دیا ہے جو دراصل اسی لئے دیا ہے اس میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اللہ کے کاموں میں لگ جاؤ تردّد نہ کرو، یقین کرو کہ تمہیں آخر وہیں جانا ہے اور جتنا تمہیں یقین ہو گا خدا اور اس کے رسول کی سچائی پر اسی قدر تم اس قابل ہو گے کہ خدا کی راہ میں اپنی جان اور مالوں سے جہاد کرو گے اور پھر اللہ یہ فرمائے گا اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْن دیکھو دیکھو یہ میرے صادق بندے ہیں۔ اگر سچے بندے دیکھنے ہوں ان کو دیکھو ایسے ہوا کرتے ہیں۔ اب میں چند احادیث آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔

اس ضمن میں میں یہ بھی اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ ضروری نہیں کہ ہر خطبہ ایک گھنٹے کا ہو۔ یونہی خیال بیٹھ گیا ہے۔ ضروری یہ ہے کہ تکلّف نہ ہو۔ اگر مضمون گھنٹے سے زیادہ کا ہے دو تین خطبوں پہ بھی پھیل جاتا رہا ہے تو میں اسی طرح اس کو آگے بڑھاتا رہا ہوں اور اگر کوئی مضمون کسی موقع اور محل کے مطابق

تھوڑاہو تو اس تھوڑے کو بھی جماعت کو بہت سمجھنا چاہئے کہ بعض دفعہ تھوڑی باتیں بہت زیادہ اثر کر جاتی ہیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے لازم نہیں ہے کہ میں ضرور خطبے کو ایک گھنٹے تک کھینچوں یا خلا پر کرنے کے لئے بیچ میں اور باتیں بھروں اگرچہ متعلق باتیں ہی ہوں لیکن اس خیال سے کہ گھنٹہ ضرور گزارنا ہے خلا پورے کرنے کے لئے باتیں بھروں یہ درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق نہیں تھا۔ آپ بعض دفعہ تھوڑا سا خطبہ دے کر ممبر سے اتر جایا کرتے تھے۔ جو بات کہنی ہوتی تھی وہ کہہ دی اور ختم کر دی اور بعض دفعہ کئی کئی گھنٹے کا خطبہ ہوتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بھی یہی دستور تھا اور اگرچہ حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات اکثر لمبے ہوتے تھے مگر وہ چھوٹے چھوٹے بھی میں نے سنے ہوئے ہیں، بہت مختصر خطبے بھی ہوا کرتے تھے۔ اس لئے میں سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے یہی طریق اختیار کروں گا۔ اگر بات لمبی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں مگر تکلف سے نہیں ہو گی۔ اگر بات چھوٹی رہ جائے تب بھی کوئی حرج نہیں مگر اس میں تکلف نہیں ہونا چاہئے۔ اب احادیث نبویہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں ایک بدوی حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ کہ اے اللہ کے رسول کون شخص ہم میں سب سے زیادہ بہتر ہے یا لوگوں میں سے کون سب سے بہتر ہے۔ فرمایا وہ شخص جو اپنے نفس کے ذریعے اور اپنے مال کے ذریعے جہاد کرتا ہے اور وہ شخص جو کسی وادی میں مقیم ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

اب جہاد فی سبیل اللہ کی دو صورتیں، دو انتہاؤں کی صورت میں پیش فرمائی ہیں کہ ایک وہ شخص ہے جو اپنا جان و مال خدا کی راہ میں پیش کرتے ہوئے خدا کی خاطر نکلتا ہے اور جو شخص ایسا نہ کر سکے وہ وادی میں مقیم ہو کر عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ **پس بنی نوع انسان کو شر سے محفوظ رکھنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے اور یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے**۔ پس وہ لوگ جو باہر نہیں نکل سکتے وہ عبادت میں مصروف رہیں اور یہ خیال رکھیں کہ گھر میں آنے والوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھیں اور اگر وہ گھروں میں جا سکتے ہوں یعنی بستر میں نہ لیٹے ہوں تو پھر جہاں جائیں وہاں خیر کا پیغام لے کر جائیں اور اپنے شر سے بنی نوع انسان کو بچائیں۔

ایک اور حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومنوں کی دنیا میں تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کے شک میں مبتلا نہ ہوئے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور نفوس سے جہاد کیا اور دوسری وہ جن کو لوگ اپنے اموال اور نفوس کا امین بناتے ہیں اور تیسری قسم کا مومن وہ ہے جو کوئی طمع یا لالچ اس کے سامنے آجائے تو وہ محض اللہ کی خاطر اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

اب یہ حدیث پہلے حصے میں تو پہلی حدیث سے ملتی ہے لیکن باقی دو باتیں اس کے علاوہ ہیں۔ پہلا مضمون تو یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کبھی شک میں مبتلا نہ ہو۔ دوسری قسم وہ ہے جن کو لوگ اپنے اموال اور نفوس کا امین بناتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ **دیانتداری کو غیر معمولی اہمیت ہے اگر دیانتداری اٹھ جائے تو سب نیکیاں دنیا سے اٹھ جاتی ہیں**۔ تو جن کو لوگ امین بناتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اندر وہ صفات دیکھتے ہیں کہ اللہ بھی ایسے لوگوں کو امین بنائے گا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امین کہلانے کے لئے نبوت کا انتظار تو نہیں کیا تھا۔ نبوت آپؐ کے گھر آئی تھی اس لئے کہ آپ امین تھے۔ سارے مکہ، سارے عرب میں بطور امین مشہور تھے۔ جب آیا کرتے تھے تو کہتے تھے امین آگیا، امین آگیا۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کو لوگ اپنا امین بناتے ہیں اور امین دو طریق سے بنا سکتے ہیں فیصلوں میں امین بناتے ہیں اور مال و دولت، روپیہ پیسہ رکھ کر امین بناتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں وہ جہاد کرنے والا ہے اور یہی جہاد ہے جو نبوت پر بھی منتج ہو جایا کرتا ہے۔ تیسری قسم کا مومن وہ ہے کہ جب کوئی طمع یا لالچ اُس کے سامنے آجائے تو وہ محض اللہ کی خاطر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ انسان آزمایا جاتا ہے لالچ اور طمع سے۔ بعض لوگ بے چارے موقع ہی نہیں پاتے کہ کسی کا مال ہڑپ کر سکیں یا ناجائز مال کھا سکیں یا غلط نگاہیں ڈال سکیں تو ان بے چاروں کا تو نہ امتحان ہوتا ہے نہ پتہ لگ سکتا ہے وہ کیسے ہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب ایسا شخص ابتلا میں ہو اور اللہ کی خاطر اس حرص کو ترک کر دے وہ سچا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی جزا پائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مشرکوں سے اپنے اموال اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد باب کراھیۃ ترک الغزو)

اب مشرکوں کو ڈھونڈنے کے لئے پاکستان سے ہندوستان جانے کی ضرورت نہیں ہے جہاں مشرکوں کا غلبہ ہے۔ پاکستان کی گلی گلی میں شرک ہو رہا ہے اور یہی شرک دنیا میں ہر جگہ بھر گیا ہے۔ آج کل حج کا زمانہ ہے اور ضمناً مجھے یاد آیا کہ وہاں سے ٹیلیفون پر تمام احمدی حج کرنے والوں نے پیغام بھیجا ہے۔ آپ سب کو سلام اور آپ کی معرفت سب دنیا کو سلام اور یہ اطلاع بھی دی ہے کہ ہم آپ کے لئے دعائیں کریں گے، کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں بھی تو شرک ہو رہا ہے جہاں وہ گئے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو نبی کی قبر کو بھی سجدہ کرتے ہیں اور مکہ میں خانۂ کعبہ میں بجائے خدا کو سجدہ کرنے کے اپنے اپنے دلوں میں جو بُت بنائے ہوئے ہیں ان کو سجدے کر رہے ہوتے ہیں اور وہم ہے کہ ہم نے محض دیکھ لیا اور کامیاب ہو گئے۔ جیسا شرک گھر سے لے کر چلتے ہیں ویسا ہی شرک لے کر واپس پہنچ جایا کرتے ہیں۔ تو شرک کی تو کوئی اتھاہ نہیں، کوئی انتہاء نہیں ہے، ساری دنیا شرک سے بھر گئی ہے اور چونکہ دنیا شرک سے بھر گئی ہے اس لئے عملاً خدا کی راجدھانی دنیا سے اٹھ چکی ہے۔ پس جیسا کہ خدا آسمان میں ہے ویسا ہی زمین میں بھی ہو اس کی حکمرانی ہو، مسیح کا جو قول ہے یہی معنے رکھتا ہے۔ کاش ایسا ہو کہ اس زمین پر دوبارہ خدا کی حکمرانی ہو۔ خدا کی حکمرانی نہ ہونے کے نتیجے میں سارے بنی نوع انسان تکلیف میں مبتلا ہیں۔ پس اس موقع پر خصوصیت سے یہ دعا کرتے رہیں۔

"اور مشرکوں سے اپنے مال اور اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو"۔ صرف دعا کافی نہیں ہے۔ دعا میں خلوص کا ثبوت یہ ہے کہ جو کچھ آپ خدا سے مانگتے ہیں خدا کی دی ہوئی توفیق کے مطابق وہ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ پس ارد گرد شرک کے خلاف جہاد کریں، ہر قسم کے ظاہری اور مخفی شرک کے خلاف اور اس جہاد کے دوران اللہ تعالیٰ سے توقع رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جہاد کو کامیاب فرمائے گا اور بنی نوع انسان کو شرک کی ناپاکی سے، اس کی نجاست سے نجات بخشے گا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جنگ یا جنگ کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ لفظ جنگ استعمال ہوا ہے لیکن عربی میں جو جنگ کرنے والے ہیں وہ چونکہ مجسم جنگ ہوتے ہیں اس لئے جنگ کرنے والا ترجمہ بھی اس کا درست ہے تو اس موقع کی مناسبت سے میں نے جنگ کرنے والے کا ترجمہ اختیار کیا ہے۔ جنگ کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں پس وہ جس نے اللہ کی رضا چاہی اور امام کی اطاعت کی اور اچھا مال خرچ کیا اور ساتھی سے نرمی سے پیش آیا اور فساد سے بچتا رہا۔ اب یہ ساری شرطیں ایسی ہیں جو انسانی زندگی کو پاک و طیب بنانے والی ہیں اور ایسا شخص ہر دوسرے انسان کے لئے نرم گوشے رکھتا ہے۔ جن کا شرک دور کرنے کی کوشش کرتا ہے ان کے لئے بھی دل میں نرمی رکھتا ہے، گفتگو میں نرمی رکھتا ہے، اپنے ماحول اور گردوپیش میں ساتھیوں کے لئے بھی نرم گوشے رکھتا ہے اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ اس کی باتوں میں تاثیر بھر دیتا ہے جو کہتے ہیں اس کے دل پر اثر ہوتا ہے۔

پھر فرمایا "اللہ کی رضا چاہی اور امام کی اطاعت کی"۔ اب حدیث میں یہ لفظ نہیں آئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کی جس نے اللہ اور رسول کو اپنا امام بنا لیا خدا اور رسول پر ایمان لے آیا وہ اطاعت تو لازم ہو گئی اس کے بعد دوسرا درجہ فرمایا ہے کہ **جو بھی تمہارا امام ہو جس وقت بھی ہو اس کی اطاعت لازم ہے اس کے بغیر تم جماعت سے نہیں باندھے جا سکتے**۔ اور اچھا مال خرچ کیا۔ اپنے اموال میں سے جو اچھا پاکیزہ ستھرا مال ہو وہ خدا کی راہ میں دو، "اور ساتھی سے نرمی سے پیش آیا"۔ مثلاً جماعت احمدیہ میں خدمت کرنے والے ہیں تو **بعض لوگ اپنے ساتھیوں سے ذرا سختی سے پیش آتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ ان کو اکٹھا باندھ کر جماعت کی صورت میں جہاد کے اوپر نکالنا لازم کرتا ہے کہ آپ ان سے نرمی سے پیش آئیں تاکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں اور پوری جماعت جہاد میں مصروف ہو**۔ پس اس پہلو سے دوسری بات یہ فرمائی "اور ساتھی سے نرمی سے پیش آیا"۔

"اور فساد سے بچتا رہا"۔ کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو دلآزاری کا موجب بنتی ہیں اور فساد کا موجب بن جایا کرتی ہیں تو جب بھی کوئی ایسی بات ذہن میں آئے چاہے دوسرے کی غلطی سے ہو اس وقت اپنی زبان پر قابو رکھنا ضروری ہے اور سوچ کر ایسے طریق سے انسان بات کرے کہ اس سے فساد نہ بڑھے بلکہ اس کی بجائے امن پھیلے۔ مقصد تو ایک ہی ہے۔ فساد نہ ہو تو امن پھیلتا ہے مگر کہنے کے طریق مختلف ہوتے ہیں۔" اور اس کا سونا اور اس کا جاگنا سب کا سب ثواب ہے"۔ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اس مرتبے کو حاصل کرتا ہے کہ اس کا سونا اور اس کا جاگنا دونوں ہی ثواب بن جاتے ہیں۔ اس سے سمجھ آتی ہے کہ کن معنوں میں جو خدا کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ انسان تو خدا کے کاموں میں ہوش کے وقت مصروف رہتا ہے لیکن اس کا سونا بھی تو مجبوری سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مجبوری سے درگزر کرتے ہوئے جب وہ سوتا ہے تو اس کے لئے جاگتا بھی ہے۔ تو ایک انسان اپنے کام کتنے سمیٹ سکتا ہے آخر اسے نیند آئے گی اور نیند کے وقت اپنے دشمن سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتا یا اپنے دنیا کے کام جاری نہیں رکھ سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس قسم کا مومن میں بیان کر رہا ہوں ویسے مومن بن جاؤ تو سوتے میں بھی تمہارے کام خدا کرے گا اور جاگتے میں بھی تمہارے کام خدا ہی کرے گا۔


EARLSFIELD FOUNDATION

*(Hospital Division)*

**Competition for young Architects to design a Hospital**

**First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp**

***For further details write to:***

**The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.**

پھراس کے مقابل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور شخص کی مثال پیش فرمائی اور وہ یہ ہے۔ وہ جس نے فخر اور نام ونمود اور ریاء کی خاطر جنگ کی یعنی دنیا کو دکھانے کے لئے اپنا غلبہ حاصل کرنے کے لئے اور دنیا پر جبر اور تعدی کی خاطر۔ کئی قسم کی جنگ کی وجوہات کی ہو سکتی ہیں۔ یہ ساری باتیں جہاد فی سبیل اللہ سے اس شخص کی جنگ کو الگ کر دیتی ہیں۔**آج کل دنیا میں جتنی جنگیں ہو رہی ہیں سب نفس کی جنگیں ہیں کوئی بھی جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے** ۔ فرمایا اور اس کے ساتھ یہ شرط لگائی۔ "اور امام کی نافرمانی کی"۔ دیکھیں کتنا پُر حکمت کلام ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ سارے لوگ جب خدا کی طرف سے کوئی مقرر کردہ امام موجود ہو اس کی نافرمانی کرتے ہیں تو ان باتوں میں پڑتے ہیں یعنی ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔

پہلے جہاد کو امام کی اطاعت کے ساتھ وابستہ فرمادیا پھر دنیا والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ وہ لوگ ہیں جو امام کی اطاعت نہیں کیا کرتے" امام کی اطاعت سے باہر ہوتے ہیں۔ پھر جو من مانی آئے کرتے چلے جاتے ہیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں، کوئی ضابطہ حیات باقی نہیں رہتا۔ فرمایا تو وہ کوئی اجر یا ثواب لے کر واپس نہیں لوٹے گا۔(ابو داؤد کتاب الجہاد باب فیمن یغزو ویلتمس الدنیا) یعنی اس کو اپنے گناہوں کی پاداش میں سزا تو ملے گی لیکن اس کی ساری زندگی اجر اور ثواب کے لحاظ سے محروم اور خالی ہو جائے گی۔ جب خدا کے حضور واپس جائے گا تو کچھ پیش نہیں کر سکے گا لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اکثر لوگ غفلت کا شکار رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات اس تعلق میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ۲۱/اپریل ۱۸۹۹ء کو آپ نے فرمایا مگر ۱۶/جون ۱۸۹۹ء کے الحکم کے پرچے میں یہ بات شائع ہوئی ہے۔ "بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ ان کو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ ان کی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلمانی حالت میں گزرتا ہے۔ نہ پابندیٔ نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے"۔ قال اللہ اور قال الرسول کا مطلب ہے اللہ نے کیا کہا اور رسول نے کیا کہا۔ "کتاب اللہ پر غور کرنے کا ان کو خیال تک بھی نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت" یعنی تاریکی اور اندھیرے "کا گزر جاوے تو یہ خیالات راسخ ہو کر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں"۔

ایک انسان اسی طرح خدا سے غافل رہے تو رفتہ رفتہ اس کی گویا فطرت ثانیہ بن جاتی ہے کہ دنیا میں ڈوبے رہو، خدا سے غافل ہو جاؤ۔ کیا اس کا بھی کوئی علاج ہے۔ ایسے لوگ ہیں کہ عمر گنوا بیٹھتے ہیں۔ فرماتے ہیں "**غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے**"۔ استغفار اس کا بہترین علاج ہے یہ درست ہے۔ لیکن استغفار شروع کون کرے گا جس کو خیال ہی نہیں آتا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے جماعت کے باقی افراد کو ایسے لوگوں کے لئے دعا کرنی چاہئے اور وہ یہ دعا کریں کہ اللہ ہمارے ایسے بھائیوں کو استغفار کی توفیق بخش۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم دردِ دل سے اپنے بھائیوں کے لئے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے دل میں کوئی نہ کوئی چٹکی ایسی بھر دے گا جس کی تکلیف سے وہ جاگ اٹھیں گے اور یہی چٹکی ان کے لئے نعمت اور رحمت کا موجب بن جائے گی۔ بعض دفعہ یہ چٹکی دنیاوی صدموں کی صورت میں بھری جاتی ہے۔ بعض دفعہ کسی سوچ میں غرق ہوتے ہوتے اچانک دل میں یہ خیال اٹھ جاتا ہے کہ جو بھی بات ہو اس کا آغاز بھی دعاؤں سے ہی ہوگا اور اپنی دعاؤں سے پہلے اپنے بھائیوں کی دعاؤں سے ہوگا۔

**پس ساری جماعت اپنے ایسے بھائیوں کے لئے دعا کرتی رہے اور اس سے غافل نہ رہے ۔ اگر وہ ان کے لئے دعا کریں گے تو مجھے کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اور ان کے دوستوں کو وہی فیض پہنچائے گا جو وہ دوسروں کے لئے چاہتے ہیں۔ ان کے خوابیدہ دوست، ان کے خوابیدہ بچے ، ان کی نسلیں بھی جاگ اٹھیں گی اور ان کی توجہ بھی استغفار کی طرف ہوگی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ بہترین نسخہ غفلت کا ہے۔**

"سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا بھی آجاوے تو راتوں کو اٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدائے تعالیٰ کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے"۔(الحکم جلد ۳ نمبر ۲۱ پرچہ ۱۶/جون ۱۸۹۹ء)۔ یہ ہے اگر دعا قبول ہو جائے اور استغفار کی توفیق ملے تو یہ ہوا کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور یہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۔ ۲۴/جنوری ۱۹۰۷ء سے اقتباس لیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رورو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دعا ہے اور وہ دنیا کے کیڑے ہیں اس لئے اس سے پرے نہیں جا سکتے۔ اصل دعا دین ہی کی دعا ہے۔ لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گنہگار ہیں یہ دعا کیا ہوگی"۔ دین کے لئے دعا کرنے کے لئے اپنی ہمت کی کمر کس لو اور یہ نہ سمجھو کہ تمہاری کیا حیثیت ہے، تمہاری دعاؤں کی کیا حیثیت ہوگی جیسے تم بے حیثیت اسی طرح تمہاری دعائیں بھی بے حیثیت ہونگی۔ یہ انکساری نہیں ایک غلط وہم ہے۔ **جو خدا کے لئے ، خدا کے دین کی خاطر دعائیں مانگتا ہے اس کی دعائیں معمولی دعائیں نہیں ہوا کرتیں۔**

فرماتے ہیں "یہ غلطی ہے بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آسکتا ہے اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے"۔ فطرت کے اندر جو خدا تعالیٰ نے چیز داخل فرمادی ہے وہ کبھی بدلا نہیں کرتی۔ وہ اگر اس سے انسان کام لینا چاہے تو وہ غالب آجاتی ہے۔ فرماتے ہیں "اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔ دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو بہر حال آگ کو بجھا دیتا ہے"۔ یعنی یہ تعجب کی بات ہے بظاہر آگ پانی سے بہت زیادہ گرم ہے چاہئے کہ آگ جلتی رہے اور پانی بجھ جائے، پانی ٹھنڈا ہو جائے۔ یہ الٹ بات ہے کہ ہلکی گرم چیز اپنے اوپر غالب گرمی کو غالب نہیں آنے دیتی، اس کے اوپر غالب آجاتی ہے اور یہ پانی کی ایک صفت ہے کہ اس کو کتنی ہی گرم دھات کے اوپر ہزار درجے تک پہنچی ہوئی چیز پر ڈالو گے وہ سُرن کر کے ٹھنڈی ہو جائے گی اور پانی اس کی گرمی نچوڑ دیتا ہے اور جذب کر لیتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اس لئے کہ فطرۃً برودت اس میں ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا"۔ پس تمہاری فطرت غالب آجائے گی، دنیا کی آگ تمہیں جلا نہیں سکے گی جیسے دنیا کی آگ خواہ کتنی ہی شدید ہو پانی کو جلا نہیں سکتی۔ ناممکن ہے کبھی آپ نے دنیا کی آگ سے پانی جلتا ہوا نہیں دیکھا ہوگا۔ فرمایا اگر اس حقیقت کو پہچان لو تو تمہاری فطرت صحیحہ اور فطرت طیبہ دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کر دے گی اور دنیا کی آگ اسے جلا نہیں سکے گی۔ طریق اس کا کیا ہے، علاج کیا ہے، رو کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کیسے ہی جذبات ہوں طبیعتوں کی سختیاں اور اس کی گرمیاں دور فرمادے گا۔

تو آنکھ کے پانی سے علاج ضروری ہے لیکن مشکل یہی ہے کہ آنکھ کا پانی بھی تو نصیب نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ خالی آنکھوں سے دعائیں کرتے ہیں۔ ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں تکلف جائز ہے ورنہ ہر موقع پر بے تکلفی کی تعلیم ہے لیکن خدا کی خاطر بناوٹ سے رونا لانا پڑے تو بناوٹ سے رونا لاؤ یعنی نقالی کرو رونے میں۔ جس طرح لوگ روتے ہیں تم بھی اس طرح رونے کی کوشش کرو اور رفتہ رفتہ اس حالت پر اللہ کو رحم آئے گا اور آنکھ سے کچھ آنسوؤں کا پانی بھی بہہ جائے گا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکچر سیالکوٹ کے دوران یہ فرمایا:

"دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے"۔ خدا اگر جان کی طرح نزدیک ہو جائے تو جہاں خدا ہے وہاں پاک تبدیلی کیوں نہ ہوگی تو اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ دعائیں تمہاری مقبول ہو رہی ہیں تمہارے اندر خدا داخل ہو رہا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تمہاری فطرت تو مخالف فطرتوں پر غالب آجائے اور اللہ مخالف صفات پر غالب نہ آسکے۔ اگر وہ تمہارے دل میں اترا ہے تو تمہاری ناپاکی اور پلیدی کو وہ دل چھوڑنا پڑے گا۔ پس **اپنی دعاؤں کی مقبولیت کی پہچان اپنی ذات میں تلاش کرو باہر ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تمہارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں تو لازماً یقین کر لو کہ خدا تمہارے دل میں اتر رہا ہے اور زیادہ سے زیادہ تمہاری**


VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

**velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint**

at competitive pricing with best quality.

**BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER**

**Wholesaler,**

**readymade garments producers**

**& converters are welcome**

Pleasecontact:

Corporate Office,

**VELTEX INDUSTRIES INC.**

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

**زندگی کا حصہ بنتا چلا جا رہا ہے۔**

اور اللہ کا اترنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عجیب رنگ سے بیان فرمایا ہے اور ایک عارف باللہ کے سوا ان مضامین کو کوئی دوسرا شخص بیان نہیں کر سکتا۔ صاحب تجربہ ہی ہے جو بیان کر سکتا ہے۔ فرمایا "اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے"۔ اب یہ فقرہ سنتے ہی انسان گھبرا جاتا ہے کہ خدا کیسے تبدیلی کرتا ہے۔ فوری طور پر جواب دیا "اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں"۔ تبدیل نہیں ہو سکتے۔ "مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلّی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی"۔ جس نے خدا کے لئے جتنی تبدیلی اپنی فطرتوں اور عادتوں میں پیدا کی اللہ تعالیٰ اسی نسبت سے اس پر اترتا ہے اور وہ خدا کو اسی حد تک دیکھ سکتا ہے جس حد تک اس نے خدا کو دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو قابل بنایا ہے۔ پس اگرچہ خدا کی صفات میں تبدیلی نہیں لیکن اپنے بندے کے لئے اس کے کوزے کے مطابق، اس کے ظرف کے مطابق ڈھلتا چلا جاتا ہے۔

"گویا وہ اور خدا ہے۔ حالانکہ اور خدا کوئی نہیں"۔ اپنے اندر وہ خدا کو اس طرح بدلتے دیکھا ہے گویا ہر دفعہ ایک اور خدا پیدا ہو گیا حالانکہ اور خدا کوئی نہیں "مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے"۔ خدا تعالیٰ کی نئی نئی شان، نئے نئے رنگ میں اپنے بندوں پر خدا کو ظاہر کرتی ہے۔ "تب اس خاص تجلّی کی شان میں اس تبدیلی یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔ غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے"۔ لوگوں نے کیمیا کی تلاش میں اپنی دولتیں مٹی کر دیں اور کیمیا ان کے گھر میں موجود تھی۔، وہ دعا تھی۔ اس کے ذریعے ان کی خاک بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک سونا بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر قیمتی بن جایا کرتی ہے۔

پس فرمایا "غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے"۔ اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ مشت خاک کو سونا کر دیتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پر جتنا غور کریں گے اتنا ہی حیرت میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں۔ کتنا پاکیزہ کلام ہے، کتنی احتیاط سے لفظوں کو چنا گیا ہے۔ اب میں نے اپنی روانی میں کیمیا کے متعلق یہ جانتے ہوئے کہ وہ سونا بناتی ہے یہی کہا تھا کہ وہ مٹی کو سونا کر دیتی ہے، انسانی مٹی کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا۔ میں نے دوبارہ غور سے دیکھا ہے تو فرمایا وہ اکسیر ہے ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے یعنی خدا کا ایسا بندہ لوگوں کو سونا بنانے لگ جاتا ہے، خود اکسیر ہو جاتا ہے تو کیسی کیمیا گری ہے۔ دعا جیسی تو اور کوئی کیمیا گری نہیں کہ دعا کی کیمیا سے انسان کیمیا بن جاتا ہے اور وہ بنی نوع انسان کے لئے ایسے کام کر دکھاتا ہے کہ ان کی مٹی کو پھر سونا بنانے لگ جاتا ہے۔

پھر فرمایا "اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ حضرت احدیت پر گرتی ہے"۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جماعت کے غلبہ کا آپ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ انہی دعاؤں کے ذریعہ سے اور اسی کیمیا گری کے ذریعے سے فرمایا ہے اور یہ خدا کا وعدہ ہے جو لازماً پورا ہو کر رہے گا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا بھی چلا جا رہا ہے اور بھی پورا ہوگا لیکن ان باتوں پر آپ عمل کریں، ان نصیحتوں کو حرز جان بنالیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں تو خدا کے یہ وعدے بہر حال پورے ہونگے۔

اپنی جماعت کے ذکر پر آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے لئے یہ وعدہ فرمایا ہے "وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"۔ یہ وہی الفاظ ہیں جن سے حضرت مسیح علیہ السلام، سابقہ مسیح، کو خوشخبری دی گئی تھی کہ جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے قیامت تک وہ ان پر غالب رہیں گے جو تیرا انکار کریں گے، جنہوں نے تیری پیروی نہیں کی۔ تو جماعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے انہی الفاظ میں وعدہ دیا ہے کہ تیرے متبعین قیامت تک غیروں پر غالب آتے رہیں گے۔ بعض دفعہ لوگوں کی تعلّیوں سے بعض لوگ گھبرا کر یہ سمجھتے ہیں کہ او ہو یہ تو کچھ اور ہو رہا ہے یہ تو غالب دوسرے آرہے ہیں۔ وہ ذرا بھی غور کریں تو حیران رہ جائیں گے کہ ہرگز غالب نہیں آئے، آپ غالب آئے ہیں اس لئے وہ اپنی آگ اپنے منہ سے پھونک رہے ہیں جو ان کو جلا رہی ہے۔ اگر آپ غالب نہ آتے تو اس قسم کی بیہودہ باتیں وہ کرتے ہی نہ۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اور خدا کے وعدے سچے ہیں ابھی تو تخم ریزی ہو رہی ہے۔ ہمارے مخالف کیا چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا کیا منشاء ہے"۔ ان کے اَور اِرادے ہیں خدا کے اِرادے اَور ہیں، وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلاف شہریار۔ شہریار تو خدا ہے اور یہ کچھ ارادے لئے پھرتے ہیں۔ یہ تو ان کو بھی معلوم ہو سکتا ہے اگر وہ غور کریں کہ وہ اپنے ہر قسم کے منصوبوں اور چالوں میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ "اسی طرح پر آنحضرت ﷺ کے مخالف کیا چاہتے تھے۔ ان کا تو یہی مدعا اور مقصد تھا کہ اس جماعت کو نابود کر دیں مگر دیکھو انجام کیا ہوا"۔ فتح مکہ کس کو نصیب ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو۔ اور اس کو وہ فتح کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے آیا کرتی ہے اور بعض لوگ ایسی باتوں سے گھبرا جاتے ہیں۔ ایک شخص ہے جس کا منہ پرانے جوتے کی طرح پھٹا ہوا ہے اور وہ پھٹ پھٹ کے بک بک کرتا رہتا ہے اور اسے اپنے آپ کو فاتح بنانے کا بڑا شوق ہے۔ اسی قسم کا ایک بدبخت قادیان کا آریہ ہوا کرتا تھا جو اپنے آپ کو فاتح قادیان کہا کرتا تھا۔ وہ کہاں گیا؟ خاک میں مل گیا۔ اس کا نام و نشان، اس کی نسلوں کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ اکثر ایسے لوگ وہ آریہ اس زمانے کے طاعون کا شکار ہو گئے۔ اب قادیان دیکھو کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ تو فتح محض نام سے نہیں ہوا کرتی۔ کوئی آدمی اپنا نام رکھ دے میں فاتح ہوں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

فاتح ایسا ہو جیسے محمد رسول اللہ فاتح ہوئے۔ مکّہ کو فتح کیا، مکہ کے دل فتح کر لئے۔ اب جو فاتح ربوہ بنا پھرتا ہے اس کی کیا فتح ہے کہ ایک دل بھی نہیں جیت سکا بلکہ ہر دل کی لعنت اپنے اوپر پڑوائی ہے۔ جتنی بڑ کیں مارتا ہے اتنی ہی اہلِ ربوہ کے دل اس پر لعنت ڈالتے ہیں۔ یہ فاتح ہے، یہ تو قادیان کا آریہ ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس کو فتح سے کیا غرض ہے۔ **فتح وہ جو دلوں کی فتح ہوا کرتی ہے**۔ اور اللہ تعالیٰ اس بدبخت کے منہ سے نکلے ہوئے کلام کے مقابل پر تمام احمدیوں کو فاتح بنا رہا ہے۔ **کوئی ملک ایسا نہیں جہاں فتوحات پہلے سے زیادہ بڑھ کر نہیں ہوتی چلی جارہیں۔** دیکھو اس کو فاتح کہتے ہیں۔ **ہم دنیا پر کسی ہتھیار سے غالب نہیں آ رہے، کسی جبری قانون سے غالب نہیں آ رہے۔ ایک بھی جگہ جبر کا قانون ہماری تائید میں نہیں ہے۔ ہر جگہ ہماری دعائیں ہماری تائید کر رہی ہیں اور ہماری فتح دلوں کی فتح ہے۔ ورنہ جبر تو مخالف ہے صرف پاکستان کا قصہ نہیں ہر جگہ جبر ہمارے مخالف ہے اس کی مخالفتیں توڑتے ہوئے، نامراد کرتے ہوئے احمدیت خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے**۔ اس کو فتح کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ جو ان کی مخالفت ہے اس سے گھبراؤ نہیں یہ تو جس طرح رُوڑی یعنی کھاد، غلاظتیں ڈالی جاتی ہیں کھیت میں تو پاکیزہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں یہ تو تمہاری رُوڑیاں ہیں۔ پنجابی میں رُوڑی کہتے ہیں بڑا اچھا لفظ ہے۔ وہ گند بلا جو بھی انسانی فُضلہ ہو یا جانوروں کا فُضلہ ہو وہ اکٹھا ہو جائے کتنی غلیظ چیز ہے۔ اس سے بدبو آتی ہے۔ آپ لوگوں کو بھی ایسے مولویوں سے بڑی بدبو آتی ہو گی مجھے یقین ہے کہ ناک پہ کپڑا رکھ کے گزرتے ہونگے لیکن اللہ نے ان کو جماعت کی جڑوں میں رُوڑی بنا کے ڈال دیا ہے۔ کیسے کیسے پاکیزہ پھل لگ رہے ہیں اس میں سے۔ پھول پھل رنگا رنگ کی خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اگر اس اعجاز کامیابی کو جو ہمارے نبی کو حاصل ہوئی ابوجہل اِس وقت دیکھے تو اس کو پتہ لگے" کہ کیا کر بیٹھا ہے اپنے لئے۔ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار بیٹھا۔ اس کی بدبختی کے نتیجہ میں اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس سے بہت زیادہ فتوحات عطا کیں جتنی فتوحات روکنے کی کوشش کی تھی۔ "یہی معاملہ یہاں ہے اگر یہ مخالف نہ ہوتے تو ایسی اعجازی ترقی یہاں بھی نہ ہوتی"۔ مخالفتوں کے ساتھ ہمیں رہنا ہے بہر حال، ان پر غالب آنا ہمارا مقدر بن چکا ہے۔" یعنی اس ترقی میں اعجازی رنگ نہ رہتا کیونکہ اعجاز تو مقابلہ اور مخالفت ہی سے چمکتا ہے۔ ایک طرف تو ہمارے مخالفوں کی یہ کوششیں ہیں کہ وہ ہم کو نابود کر دیں۔ ہمارا اسلام تک نہیں لیتے اور غائبانہ ذکر بھی نفرت سے کرتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طریق پر اس جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے۔ کیا یہ ہمارا فعل ہے یا ہماری جماعت کا؟ نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک فعل ہے جس کی تہہ اور سرّ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اب ان کو کس قدر تعجب ہوتا ہوگا کہ چند سال پہلے جس جماعت کو بالکل کمزور اور ذلیل اور ضعیف سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ چند آدمی شامل ہیں اب اس کا شمار ایک لاکھ سے بھی بڑھ گیا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا کہ بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر لوگ اس سلسلے میں داخل نہیں ہوتے"۔

"اور کوئی دن نہیں جاتا کہ بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر لوگ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوتے"۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ان کا کام نہیں، خود داخل نہیں ہوتے "یہ خدا کا کام ہے"۔ وہ کشاں کشاں مجبور چلے آرہے ہیں "اور اس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں"۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ صفحہ ۷، ۸۔ مورخہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۰۲ء)۔ اللہ کے عجیب کام ہیں۔ پس وہ ایک لاکھ کا زمانہ تھا اب یہ فاتح دیکھیں کہ یہی سال ان کے سینوں کو آگ لگا دے گا کیونکہ **میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ہی سال میں جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ احمدی داخل ہو چکے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔**

ایک دو اقتباسات اور ہیں ابھی وقت بھی ہے ویسے بھی میں نے یعنی اگرچہ تکلف سے کھینچا نہیں مگر اتفاقاً یہ تقریباً ایک گھنٹے ہی کا خطبہ بن گیا ہے۔ فرماتے ہیں "یقیناً یاد رکھو کہ خدا اپنے بندے کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ہرگز نہیں اٹھائے گا جب تک اس کے ہاتھ سے وہ باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کے لئے وہ آیا ہے۔ اسے کسی کی خصومت اور کسی کی بددعا کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی"۔ (خط مولوی عبدالکریم صاحب ۲۳/جون ۱۸۹۹ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۲ صفحہ ۷)

پھر آپ نے فرمایا "اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے"۔ (الحکم جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۲۔ پرچہ ۲۳/جنوری ۱۸۹۹ء)

بقیہ: اسلام میں روحانیت از صفحہ نمبر ٤

ہے کہ خدا صرف اس بات سے خوش نہیں ہوتا کہ انسان بھوکا اور پیاسا رہے اگر روزہ کے نتیجہ میں بدیوں سے نہ بچے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی علت غائی روح کو قوی کرنا ہے اور بدیوں سے بچنے کی قوت پیدا کرنا۔ اور اگر کوئی شخص شکل کی حفاظت کرتا ہے مگر مغز کی طرف توجہ نہیں کرتا تو رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ اس کا روزہ کوئی روزہ نہیں۔

**تیسرا حکم حج ہے۔** بظاہر یہ حکم بھی صرف ایک رسم وعادت معلوم ہوتا ہے اور اس میں بھی بہت سی باتیں صرف ظاہری شکل تک ہی محدود معلوم ہوتی ہیں۔ حقیقت کوئی نظر نہیں آتی مگر حقیقتاً یہ بھی اپنے اندر بہت سی حقیقتیں اور طبعی فوائد رکھتا ہے۔ پہلے ہم حج کے مقام کو لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حج کے لئے کوئی اور مقام بھی مقرر ہو سکتا تھا۔ اور اگر اس بات کی اجازت دے دی جاتی کہ ہر ملک والے اپنے لئے کوئی مقام مقرر کر لیں تو بظاہر یہ اعتراض مٹ جاتا کہ اسلام نے ظاہری شکل پر بہت زور دیا ہے مگر ایسا کرنا درحقیقت ان فوائد کو ملیا میٹ کرنا ہے جو ایک معین مقام اور بالخصوص مکہ کے مقرر کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ آج کے زمانے سے پہلے لوگ اس حقیقت کو اس عمدگی سے نہیں سمجھ سکتے تھے۔ آپ لوگوں سے پہلی کوئی قوم نہیں گزری جو اس حکم کی اہمیت کو آپ سے زیادہ عمدگی سے سمجھ سکے۔ بے شک مقامات کئی مقرر ہو سکتے ہیں۔ ہندوستانی ہندوستان میں، جاپانی جاپان میں، عرب عرب میں، ایرانی ایران میں ایک ایک مقام مقرر کر لیں مگر یہ بتاؤ وہ کونسی طاقت ہوتی جو ان مقامات کو دنیا سے مقدس منوا لیتی۔ کیا اس قدر مقامات کی حرمت اور ان کی حفاظت غیر قوموں سے کروائی جا سکتی تھی۔ ایک مرکز ہے جس کے ساتھ تمام مسلمانوں کے خواہ وہ کسی ملک یا فرقہ میں ہوں قلوب وابستہ ہیں۔ اور یہی مرکز دنیا کی نظروں کو دوسری طرف پھیر دیتا ہے۔ اگر یہ مرکزیت کسی مکان کو حاصل نہ ہوتی تو ایک مکان بھی محفوظ رکھا نہ جا سکتا۔ **پس ایک خاص مقام کا مقرر کرنا اسلام کی وحدت کے لئے ضروری تھا۔** علاوہ ازیں اس کے دشمنوں سے ایسی صورت میں اپنے اپنے مقرر کردہ مقامات کا احترام نہیں کرایا جا سکتا تھا۔ ایسے مقام پر تمام فرق کے لوگ نہیں جمع ہو سکتے تھے۔ کیا کوئی انسانی مقرر کردہ مقام بھی ایسا ہے جس کے ساتھ سب فرقوں کا تعلق ہو۔ اگر علیگڑھ جانا نیچری ثواب سمجھتا ہے تو ایک مولویوں کا دلدادہ اسے کفر اور موجب عذاب یقین کرتا ہے۔ اجمیر کو اگر ایک پیر پرست جنت کا دروازہ یقین کرتا ہے تو ایک اہل حدیث دوزخ کا رستہ۔ غرض ہر ایک مقام جس کو کوئی شخص چن سکتا ہے وہ اپنے اندر ایسے خطرے رکھتا ہے کہ بعض دوسری قومیں اسے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ نے چونکہ ایک مقام تجویز کر دیا ہے اس لئے کسی قوم یا فرقہ کو بھی اس کے قبول سے انکار نہیں خواہ شیعہ، خواہ خوارج، خواہ سنی وہ فرقے جو نماز جیسی عبادت پر بھی اکٹھے نہیں ہوتے وہ جماعتیں جو کسی مجلس میں اکٹھی شامل نہیں ہو سکتیں وہ بغیر کسی امتیاز اور فرق کے اس نکتۂ اتحاد کی طرف لبیك اللهم لبيك کہتی ہوئی مل جاتی ہیں۔ تو اس وقت اس اتحاد کا اندازہ ہوتا ہے جو کہ تعظیم کعبہ قائم کرنے سے اسلام کے اندر پیدا کر دیا گیا ہے۔ آج مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے والی کونسی چیز رہ گئی ہے۔ نماز میں متحد نہیں اور روزے اور زکوٰۃ بھی علیحدہ ہیں۔ سیاست، تعلیم، عقائد، خیالات متفرق ہیں۔ اگر کوئی چیز ایک ہے اور جس پر سب مسلمان اپنے ظاہری عمل میں متحد ہو جاتے ہیں تو وہ مکہ ہے لااله الا الله محمّدٌرّسول الله بے شک ایک وہ چیز ہے جس پر سب مسلمانی کے دعویدار متفق ہیں مگر اس کا ظاہر میں وجود نہیں۔ اس لئے اس پر اتفاق کے اظہار کا کوئی ذریعہ نہیں۔ مگر بیت اللہ ایک پتھروں کا بنا ہوا مکان ہے جو سامنے نظر آتا ہے اور اس کے اردگرد تمام فرقہائے اسلام کا اجتماع جبکہ کل بغض اور کینہ کو اپنے دل سے نکال دیا جاتا ہے ایک ایسا یقینی ذریعہ اتحاد ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہزاروں پوشیدہ مصائب مسلمانوں کے سروں پر سے ٹل گئے ہیں۔ جو کہ ابھی سیاسی ابتری مسلمانوں کے لشکر میں پڑی ہے اس کے نتائج اس سے زیادہ خطرناک ہوتے جو آجکل ہوتے ہیں اگر یہ اتحادی نکتہ اسلام میں قائم نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر متفرق مقامات ہوتے بھی اور ان پر اپنے اپنے علاقہ کے گروہ متفق بھی ہو جاتے اور دوست اور دشمن ان کا احترام بھی کر لیتے تب بھی وہ وحدت جو ایک مقام پر سب دنیا کے مسلمانوں کے جمع ہونے سے پیدا ہو سکتی ہے کب پیدا ہو سکتی۔ اور وہ رشتۂ اتحاد جو مکہ سے چل کر سب مسلمان کہلانے والے لوگوں کو ایک سلک میں منسلک کرتے ہوئے بلا استثنائے احد پھر مکہ میں آ داخل ہوتا ہے۔ وہ اپنا ظہور کس طرح کر سکتا تھا۔ پس ایک مقام کا ہونا نہایت لازمی اور ضروری تھا اور وہ مقام مکہ کے سوائے اور کون ہو سکتا تھا جو ابتدائے زمانہ سے مہبط انوار و برکات چلا آیا ہے۔ خاص مقامات میں خاص خاص برکات ہوتی ہیں۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کی تائید میں لاکھوں راستبازوں اور صادقوں کی شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں اور اس قدر شہادتوں کی موجودگی میں کسی بات کا انکار کر دینا انسان کو سوفسطہ کے نقطہ سے نیچے کسی مقام پر ٹھہرنے نہیں دیتا۔ یقیناً نتیجہ یا سوفسطہ پیدا ہو گا یا اس انکار کو ضد پر محمول کریں گے۔ پس مکہ جو کہ دنیا میں سب سے پہلا مقام ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے عبادت کے لئے مقرر کیا (اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَّ هُدًى......الخ)

اس میں خدا تعالیٰ نے پیش کیا ہے کہ سب سے پہلا مقام بھی مقرر کیا گیا اور بعد میں بھی بڑے بڑے انبیاء اور صلحاء کا اس کے ساتھ تعلق ہمیشہ رہا ہے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی اس کے قریب ہوئی۔ پس یہ مقام اپنے اندر خصوصیات رکھتا ہے اور خاص برکات وہاں نازل ہوتی ہیں (حضرت ابراہیمؑ کی دعا) پس جب ایک مقام مقرر کرنا تھا تو ضرور تھا کہ وہی مقام مقرر کیا جاتا جو سب سے بہتر ہوتا۔ تاکہ روحانی، سیاسی، تمدنی تمام قسم کے فوائد اس ایک جگہ پر کے اجتماع سے حاصل ہو جاتے۔ **پس مکّہ کو اسلام کا مرکز مقرر کرنا اور اس میں صاحب مقدرت لوگوں پر کم سے کم عمر میں ایک دفعہ جانا فرض کر دینا ایک رسم نہیں بلکہ اپنے اندر روحانی، سیاسی، تمدنی تمام قسم کے فوائد رکھتاہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسلام کی حیات کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔**

اب رہا کہ اس میں خاص خاص معین اعمال کیوں مقرر کئے گئے ہیں۔ کیوں صرف اجتماع پر بس نہیں کیا گیا اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ خاص خاص مقامات برکات رکھتے ہیں۔ پس حج میں جو خاص مقامات قدیم ایام سے مبارک چلے آئے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی برکات نازل ہوئی ہیں ان پر عبادت کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کیونکہ اسلام اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ لوگ کسی جگہ جمع ہوں اور وہاں خدا کا ذکر نہ کیا جاوے۔ عرفات، مشعر الحرام، منیٰ، بیت اللہ، صفا مرویٰ یہ سب وہ مقامات ہیں جہاں خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کی رحمت کے دروازے اس کے بندوں پر کھولے جاتے ہیں۔ پس ان مقامات کی برکات کے حصول کے لئے وہاں انسان جاتے ہیں اور وہاں خدا تعالیٰ کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہیں۔ قربانی، بال منڈانا یا خاص قسم کے لباس پہننا یہ بھی خاص علامات کے طور پر ہیں۔ حج کا لباس بالکل اسی لباس سے مشابہ ہوتا ہے جو مرنے کے بعد انسان کو پہنایا جاتا ہے۔ دو چادروں میں انسان لپٹا ہوا اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور چلتا ہے اور چونکہ تمام دنیا سے مخلوق جمع ہوتی ہے اس لئے ہم اس مقام کو ایک چھوٹا محشر کا مقام کہہ سکتے ہیں۔ مختلف مقاموں کے لوگ مختلف زبانوں والے وہاں جمع ہوتے ہیں۔ پس وہاں وہی لباس جو کفن کا لباس ہوتا ہے مقرر کر کے انسان کی توجہ کو اس طرف پھیرا گیا ہے کہ وہ حشر کے حالات کو مد نظر رکھ کر اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔ اگر حشر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ سکتا ہے تو وہ حج کے دنوں میں جب لاکھوں آدمی کفن کا لباس پہنے ہوئے لبیک کہتے ہوئے خدا کی طرف دوڑے آتے ہیں اور غریب اور امیر سب یکساں لباس میں ہوتے ہیں اور غریب اور امیر کی کوئی پہچان نہیں ہوتی۔

قربانی اور سر کا منڈانا درحقیقت انسان کو اس بچپن کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اس کی رسم عقیقہ کے ساتھ متعلق ہے۔ یہاں بھی گویا وہ ایک نئے سرے سے پیدائش حاصل کرتا ہے اور اس مقام پر جہاں بہت سے نبیوں نے اپنی اطاعت کا اقرار کیا تھا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ جس طرح بچہ ایک نئی زندگی شروع کرتا ہے میں بھی آج سے ہی خدا کی اطاعت میں ایک نئی زندگی شروع کروں گا۔

قربانی اس قربانی کو یاد دلاتی ہے جو ابراہیمؑ نے خدا کے حضور پیش کی اور جس کو خدا نے قبول


## Gilani Enterprises

سیل سیل سیل

**یکم مئی تا ۳۱/ مئی**

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| پی جی چائے | ۲۷۵ بیگ | ۱۱_۹۰ | سرخ مرچ | ۱۰۰ گرام | ۱_۲۰ |
| پی جی چائے | ڈیڑھ کلو | ۱۶_۹۰ | زیرہ سفید | ۴۰۰ گرام | ۴_۹۰ |
| ٹلڈا چاول | ۱۰ کلو | ۳۹_۹۰ | ہلدی | ۴۰۰ گرام | ۴_۹۰ |
| آٹا | ۱۰ کلو | ۸_۵۰ | پچرنگا اچار | ۸۵۰ گرام | ۳_۵۰ |
| ادرک تازہ | ایک کلو | ۳_۵۰ | چنا | ۱۲x۴۰۰ گرام | ۸_۵۰ |
| حلال گوشت | ایک کلو | ۳_۵۰ | ٹلڈا (ٹوٹا) | ۲۰ کلو | ۲۸_۰۰ |
| سفید چنا | ۲ کلو | ۳_۹۰ | کسٹرڈ پوڈر | ۳۰۰ گرام | ۳_۵۰ |
| کالا چنا | ۲ کلو | ۳_۹۰ | سونف | ۴۰۰ گرام | ۳_۹۰ |
| احمد سویاں | ۲۰۰ گرام | ۰_۹۰ | لونگ | ۵۰ گرام | ۱_۷۰ |

Altstadt 19
63654 Budingen - Germany
Tel. + Fax: 06042 - 050028
Priv. 06042 - 950048
Auto Tel : -171 - 9252252

کرتے ہوئے بکری کی قربانی کو اس کا قائم مقام قرار دیا۔ پس حج کی قربانی ابراہیمؑ کی قربانی اور اس کے بدلہ میں خدا کی طرف سے جو برکات اس پر نازل ہوئیں اس کا اظہار اور نشان ہے اور اس کے ساتھ ہی انسان کا یہ اقرار بھی ہے کہ میں اللہ کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں اور اس کا ثبوت وہ اپنے مال کی قربانی کے ساتھ دیتا ہے۔ غرض حج کے قواعد میں سے تمام ہی اپنے اندر کچھ علامات اور معانی رکھتے ہیں۔ اور علاوہ معانی کے خاص برکات اور روحانیت کی ترقی کا باعث بھی ہیں کیونکہ مشابہت سے بھی انسان بہت سے فوائد حاصل کرتا ہے۔ جب ایک مسلمان ان مقامات پر جاتا ہے جہاں پہلے نبیوں کو فیوض حاصل ہوئے اور اسی حالت میں جاتا ہے تو ان کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے۔ اور یہ ظاہری مشابہت قلبی مشابہت کی مد ہوتی ہے بشرطیکہ رسم کے ماتحت نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہو۔ اس امر کے ثبوت کے لئے کہ یہ امور خدا کی معرفت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ﴿اِنَّ الصَّفَاوَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِاللّٰهِ وَمَنْ يعظم شَعَائِرَاللّٰه ......الخ﴾. شعائر شعرہ کی جمع ہے جس کے معنی علامت ہیں جس سے دوسری چیز کی شناخت ہو سکتی ہے۔ پس یہ جس قدر اصطلاحیں ہیں وہ سب کی سب انسان کو ایک اندرونی حقیقت کی طرف لے جانے کا ذریعہ ہیں۔

**اب چوتھا رکن زکوٰة ہے۔** خود مسئلہ زکوٰۃ پر تو کوئی اعتراض پڑ ہی نہیں سکتا کیونکہ اپنے مال کا ایک حصہ کسی مفید کام کے لئے نکال دینا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا آج تک کسی عقل مند نے انکار نہیں کیا۔ ہاں صرف یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ایک خاص معین رقم کیوں مقرر کر دی گئی اور کیوں تمام مال نہیں چھوڑ دیا گیا۔ اور کیوں معین اشخاص مقرر کئے گئے ہیں اس کی تقسیم کو عام نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معین رقم کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب رقم معین ہو تو اگرچہ بعض لوگ زیادہ دینے کے لئے تیار ہوں تو اس کے مقابلہ میں اکثر لوگ کم دیتے ہیں۔ پس ضرور تھا کہ ایک خاص حصہ مقرر کیا جاتا تاکہ عام طور پر لوگ اپنے فرض کے ادا کرنے میں سستی نہ کرتے۔ باقی رہے زیادہ دینے والے لوگ سو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے صدقات کا رستہ کھلا رکھا ہے۔ اس حصہ کا نام زکوٰۃ ہے باقی کا نام صدقہ جس میں کوئی روک نہیں ہے۔

خاص معین اشخاص دینے کے لئے کیوں مقرر کئے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مستحقین کی کوئی تعیین نہ کی جاتی تو بہت سے ایسے امور داخل کر لئے جاتے جن پر مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا کیونکہ باقی اخراجات کسی عقیدہ یا کسی خاص طریق کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق مختلف العقائد لوگوں میں اختلاف ہوتا۔ پس اسلام نے بیت المال کے نگرانوں کے اختیارات کو محدود کر کے ایسے امور کے متعلق اس خرچ کو مقرر کر دیا کہ جن سے آپس میں اختلاف کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔ دوسرے اس حصہ مال میں صرف ان لوگوں کا حق رکھا گیا جو حاجت مند ہیں۔ اگر اس کی اجازت سیاسی اور علمی ترقیات کے متعلق بھی رکھ دی جاتی تو نتیجہ یہ ہوتا کہ روپے کا اکثر حصہ مالداروں پر ہی صرف ہو جاتا۔ باقی رہا یہ سوال کہ کسی وقت یہ مستحقین نہیں رہتے باطل بات ہے۔ اسلام سستی اور غفلت کو ناجائز سمجھتا ہے۔ ہر زمانہ میں اپاہج، لولے، لنگڑے آسمانی بلاؤں کے باعث مقروض لوگوں کا وجود پایا جاتا ہے اور بڑی سے بڑی ترقی یافتہ قوم بھی اپنے آزاد لوگوں کو مصائب سے محفوظ رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ انگلستان بھی ایسے لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔ شریر لوگ غفلت اور سستی کی وجہ سے نکمے رہ کر ان اموال سے اگر فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور ان کو یہ اموال دے دئے جاتے ہیں تو یہ دینے والوں کا قصور ہے اس سے مسئلہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور یہ یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ وہ قسمیں جو مستحقین کی ہیں وہ مفقود نہیں ہو گئی ہیں۔ زکوٰۃ سے اسلام نے ایک عظیم الشان بنا رکھی تھی مسلمانوں کی ترقی کی۔ ہر ایک جماعت افراد سے بنتی ہے۔ افراد کی ترقی سے جماعت کی ترقی ہوتی ہے۔ جس طرح کوئی جماعت کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے تمام افراد کو حتی الوسع ترقی کے زینے پر چڑھانے کی کوشش نہ کرے۔ پس قربانی باہمی ہونی چاہئے۔ جس قوم کا کافی حصہ معطل ہو گا وہ ضرور دوسروں کی نسبت گری رہے گی۔ پس جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ یتامیٰ مساکین مسافروں کی خبر گیری کی جاوے۔ جس قدر مصائب میں لوگ گریں ان کو سہارا دے کر اٹھایا جائے تاکہ ان کے ملنے سے جماعت کی طاقت بڑھے۔ اگر زکوٰۃ کے مسئلہ پر مسلمان قائم رہتے تو آج اس ذلت کا منہ بھی نہ دیکھتے۔ غرض یہ چاروں عبادات جو رکن ہیں بقیہ احکام کے ان میں جس قدر کہ ظاہری شکل کا لحاظ رکھا گیا ہے اس قدر لحاظ ضروری تھا۔ اس قدر لحاظ رکھنے کے بغیر مغز قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ پس یہ غلط ہے کہ اسلام ظاہری شکل پر بہت زور دیتا ہے۔ **اسلام ظاہری شکل پر صرف اسی قدر زور دیتا ہے جس قدر روحانیت کے قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے** اور ہزاروں رسومات ہیں جو یا تو اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتی تھیں یا ان کی حقیقت کا حصہ ایسا کم تھا کہ ان کے قیام سے کوئی فائدہ نہ تھا ان کو اسلام نے بالکل مٹا دیا ہے اور **اسلام نے جس قدر روحانیت کے اوپر زور دیا ہے اس قدر زور کسی کتاب یا مذہب نے نہیں دیا۔** ہاں اسلام چونکہ عالم الغیب خدا کی طرف سے آیا ہے وہ اندھا دھند احکام نہیں دیتا نہ وہ کسی چیز کو بالکل بیہودہ اور لغو قرار دیتا ہے۔ نہ وہ کسی چیز کے نقائص کو نظر انداز کر کے اس کو یقینی طور پر بابرکت قرار دیتا ہے۔ اسی حد تک وہ ایک چیز کو قائم کرتا ہے جس حد تک وہ مفید ہو اور ہر چیز کو وہ اس کی حد پر رکھتا ہے نہ وہ اس کی مضرتوں کو نظر انداز کرتا ہے نہ وہ اس کے فوائد کو بھولتا ہے۔ پس اعتراض اسلام پر نہیں پڑتا۔ اعتراض ان مذاہب پر پڑتا ہے جنہوں نے مشاہدات قدرت کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ خیال کر لیا ہے کہ روحانیت کی ترقی اور قیام کے لئے جسمانی عبادات اور خاص احکام کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ انہوں نے مغز کو بغیر پوست کے تربیت دینا چاہا جو ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے جب کسی قوم نے یہ کوشش کی ہے وہ اپنے اخلاق میں گر گئی ہے اور یورپ مثال کے طور پر موجود ہے۔ کسی چیز میں کسی قدر برائی کا ہونا اس کو بالکل برا یا کسی چیز میں کسی قدر خوبی کا ہونا اس کو بالکل اچھا قرار نہیں دیتا۔ اسی طرح کسی چیز کا سب سے اعلیٰ قرار پانے کے یہ معنی نہیں کہ اس سے ادنیٰ کی ضرورت نہیں۔ آلات ہمیشہ مدعا سے ادنیٰ ہوتے ہیں مگر باوجود اس کے علم آلات کو ہرگز ترک نہیں کر سکتے۔ مثلاً کھانا ہمارا مقصد ہے پیالہ یا چمچہ یہ آلہ ہے جو اس کھانے کے لئے دیا گیا ہے مگر ہم اس کو ترک نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے بغیر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ ادنیٰ اور اعلیٰ کا مقابلہ جب ہو گا، جب مقابلہ پر آئیں یعنی یہ ممکن یا ضروری ہو کہ ہم اس کو لیں اور اس کو نہ لیں اگر دونوں مقابل پر نہ ہوں تو بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے کہ ہم ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں کو لیں کیونکہ بسا اوقات ادنیٰ کے بغیر اعلیٰ بھی ہمارے کام کی چیز نہیں ہوتی۔ پس چونکہ ظاہری شکل کا بیان روحانیت کے لئے ضروری ہے اسی حد تک اسلام نے اس کو ضروری رکھا ہے اور اس سے زیادہ اس کو نہیں لیا۔

پس عبادات کی ان ظاہری صورتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ اسلام نے روحانیت پر زور نہیں دیا ہاں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے ظاہری صورتوں کو کیوں قائم رکھا ہے اور اس کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ ان ظاہری صورتوں کے اندر ہی روحانی فوائد مد نظر ہیں اور یہ روحانیت کے قیام کے لئے بطور برتن کے ہیں اور کون نادان ہے جو برتنوں کو توڑ ڈالے اس خیال سے کہ ہمیں برتنوں کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اس کی ضرورت ہے جو ان کے اندر ہے؟ ہاں خالی برتن رکھنے بھی نادانی ہے اور اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا۔

(بشکریہ: ریویو آف ریلجنز اردو ۱۹۱۹ء۔
جلد ۱۸ نمبر ۶ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۱۶)

## حسین رضی اللہ عنہ طاہر ومطہر اور سرداران بہشت میں سے ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجبِ سلبِ ایمان ہے۔ اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبتِ الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۴۵)


MALIK FOOD

پھر سیل اور سیل ۳۰ر مئی ۱۹۹۹ء تک

بکرے کا تازہ گوشت (سالم بکرا) ۹۰۔۸ فی کلو    دال چنا (۲ کلو) ۷۰۔۴ فی پیکٹ
دال مسور (۲ کلو) ۷۰۔۴ فی پیکٹ    چپاتی آٹا (۱۰ کلو) ۰۰۔۷ فی پیکٹ

شادی و دیگر پارٹی کے لئے جرمن گورنمنٹ سے پاس شدہ کچن اور کھانا پکانے کے برتنوں کا انتظام موجود
گوشت پلاؤ، گوشت قورمہ، فرنی یا کھیر، مرغی روسٹ    ۹ مارک فی کس

ایک بار خدمت کا موقعہ دیں
ملک اکرام الحق

Malik Food
Echenheimer Landste,300- 60435 Frankfurt/M (Germany)
Tel.+Fax: (069) 54 36 28

# "صدر محفلِ ماہ رُخاں"

## قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ذکر خیر

(عبدالسمیع نون۔ سرگودھا)

کل رات چاند کی چودھویں رات تھی۔ چاند اپنے پورے جوبن اور شباب پر تھا۔ وہ دور فلک پر نور بکھیر رہا تھا اور میں اپنے گھر کے لان میں بیٹھا اسے تکتا رہا۔ ہرچند کہ یہ فلکی سیارہ اللہ کی قدرتوں اور اس کی نعمتوں کا مظہر ہے۔ زمین پر بسنے والی مخلوقات پر بلکہ نباتات اور جمادات پر بھی چاند کے خوشگوار اثرات پڑتے ہیں جو ہر شے کی نمو کا موجب بنتے ہیں۔ مگر میں ایک اور تصور میں کھو گیا اور میں نے چاند کو مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کے الفاظ میں جو میں نے تازہ تازہ یاد کئے تھے یوں مخاطب کیا:

اے چودھویں کے چاند قسم تیرے نور کی
تمہید بن گیا ہے تو آج اک سرور کی

انیسویں صدی کی آٹھویں دہائی کے شروع میں آسمان سے یہ نوید سنائی دی کہ "نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اور خدا تیرے منہ کو بشاش کریگا اور تیرے برہان کو روشن کرے گا اور تجھے ایک بیٹا عطا کرے گا اور فضل تجھ سے قریب کیا جائے گا اور میرا نور نزدیک ہے"۔

جس مبارک اور مبشر بیٹے کے خدوخال اللہ نے اس کی پیدائش سے پہلے بیان کر دئے ہوں، اس کے کمالات علمی اور روحانی کا ہم تو قیاس بھی نہیں کر سکتے کجا یہ کہ اس کی سیرت نگاری کی کوشش کریں۔

۲۰ر اپریل ۱۸۹۳ء بروز جمعرات زمین و آسمان نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ وہ مبارک صبح پھوٹی تو ادھر آفتاب نکلا تو ادھر آسمان روحانیت پر ایک مبشر چاند نمودار ہوا۔ اس کے علم و ادب اس کے اخلاقِ کریمانہ اور روحانی، ادبی اور فکری کمالات کی رفعتوں کا ایک عالم شاہد ہے۔ وہ بلند مرتبت شخص اپنے موعود بڑے بھائی کا معتمد ترین رفیق، دست راست اور مشیر خاص بنا۔ نظر عمیق تھی اور مشکل سے مشکل مسائل اور معاملات کی گہرائیوں میں اتر کر ان کا حل نکال لینا اور پھر کمال تفاصیل کے ساتھ اپنے مطاع اور آقا کی خدمت میں مؤدبانہ رپورٹ پیش کر دینا اس طور پر کہ گویا ایک پٹڑی بچھا دیتے جس پر جماعت کی گاڑی کامیابی کی منازل طے کرتے ہوئے اپنے مقصد کو پا لیتی۔ یہ موہبت آپ کے لئے خاص تھی۔

اس مبشر شخص کا نام نامی حضرت "مرزا بشیر احمد" صاحب تھا۔ آپ کے حقیقی مقام کو علیم و خبیر ہی جانے انسان کے قیاس اور اندازے اس وجود کی قلبی طہارت، بلند شان، تقویٰ اور دنیاوی اور دینی علوم کی وسعتوں کے ادراک سے فروتر ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اندرونی حسن و جمال کو اس کی خاکساری اور عجز اور خلوت پسندی نے بہت حد تک چھپائے رکھا تھا۔ تاہم اس کے حسن و جمال کی کوئی ایک آدھ جھلک ہم نے دیکھی تو بے اختیار ہم پکار اٹھے کہ:

تیرے چہرے کا نور اصلی ہے
چاند کی روشنی ادھاری ہے

آپ کی ستر سالہ زندگی کے شب و روز شاہد ہیں کہ بشارات الٰہیہ کے موافق آپ عشق الٰہی اور عشق رسول کریم ﷺ اور شفقت علی خلق اللہ کے جذبات سے معمور اور مخمور رہے۔

پھر میں نے سیرت خاتم النبیینؐ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی دیگر کتب بھی پڑھیں۔ میں خدائے قدوس کو گواہ بنا کر اس کی ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حقیقی عشق رسولؐ میں ڈوب کر "سلطان القلم" کے اس وارث حقیقی نے جو موتی اور لعل و جواہر قرطاس پر بکھیرے ہیں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

قرآن کریم کے مطالب اور تفسیر بیان کرنے کے لئے "مطہرون" کی شرط ہے تو اصدق الصادقین اور سارے انبیاء اور راستبازوں کے سردار ﷺ کی صحیح سیرت نگاری کے لئے بھی طاہر و مطہر ہونا اولین تقاضا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی تصنیف "سیرت خاتم النبیین" نے اپنوں اور بیگانوں سب سے خراج تحسین وصول کیا۔ آپ کی تحقیق اتنی گہری اور طریق استدلال اتنا مدلل اور دلنشین ہے کہ میں تقابلی مطالعہ سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کوئی مؤرخ اور سیرت نگار اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا۔

آپ نے ایسا لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا ہے جو قیامت تک کے لئے راہ ہدایت ہے اور ہمارے نوجوان اور ہمارے بوڑھے اور ہماری خواتین اور ہمارے مرد جب تک اس کا مطالعہ کرتے رہیں گے اپنے سینوں میں دلائل قویہ اور علم و عرفان کی شمعیں روشن رکھیں گے۔

آپ کی عمر ۶۶ برس ہو رہی تھی کہ اس شخص کو جو ہمیشہ سے خلوت پسند رہا تھا اور کبھی پبلک جلسوں میں یا تقاریب میں مسند صدارت پر بیٹھنے یا تقریر کرنے پر رضامند نہیں ہوتا تھا، کرسی نشینی سے نفور اور خاک نشینی اس کا دل پسند مقام تھا اور جس نے ساری عمر علمی اور روحانی جہاد کے لئے قلم سے ہی کام لیا اور اس میں ہرگز کسی کو شبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ قلمی میدان کا نایاب شہسوار تھا۔ اللہ کی حکمت بالغہ نے گھیر گھار کر ۱۹۵۹ء میں جلسہ سالانہ کے سٹیج پر لا کھڑا کیا۔ پھر آپ نے مسلسل چار سال تک "ذکر حبیب" کے موضوع پر ایسی تقاریر کیں کہ قریباً ۴۰ سال سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی روح پرور کلمات کانوں میں اس طرح گھول رہے ہیں کہ جیسے کل کی بات ہو۔ ہم نے لڑکپن میں اس موضوع پر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی دلوں کو موہ لینے والی تقریریں سنیں۔ اس عالی مقام "صحابی" کی زبان میں وہ شیرینی تھی اور طرز بیان ایسا سلیس رواں اور دل گداز جو اپنی مثال آپ ہی تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی اور اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منی پور آسام کے ان دو مہمانوں کا ذکر اپنی تقریر میں کیا جو مہمان خانہ کے کسی خادم کی بے اعتنائی سے اسی وقت غصے میں واپس ہو پڑے تھے مگر جب حضرت اقدسؑ کو علم ہوا تو آپ تیز قدم ان کے پیچھے پیدل تشریف لے گئے اور انہیں منا کر واپس لائے۔ مگر ہر ایک واقعہ کے ساتھ جو تبصرہ اور موعظت حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں وہ سارے واقعہ کو چار چاند لگا دیتا ہے اور یہ حضرت موصوف ہی کا حصہ ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں تھا۔

اس اکرام ضیف کے واقعہ کو من و عن بیان کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں:

"اس واقعہ میں دلداری اور انکساری اور اکرام ضیف اور جذبات اخوت کا جو بلند معیار نظر آتا ہے اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ مگر میں اس موقعہ پر ربوہ کے افسر مہمان خانہ اور دیگر عملہ کو ضرور توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس لطیف روایت کو ہمیشہ مشعل راہ بنائیں۔ اور مرکز میں آنے والے مہمانوں کو خدائی مہمان سمجھ کر ان کے اکرام و آرام کا انتہائی خیال رکھیں۔ اور ان کی دلداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور مرکز کے مہمان خانہ کو روحانی مکتب سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اس مکتب کا خادم تصور کریں۔..........

اب یہ مہمان خانہ جماعت کے ہاتھ میں ایک مقدس امانت ہے اور خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ مرکزی کارکن اس کو کس طرح ادا کرتے ہیں۔ یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ اب کچھ عرصہ سے مہمان خانہ کے انتظام میں کافی اصلاح ہے مگر ؎

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز"

میں نے یہ تقریر ریکارڈ کی ہوئی ہے اور بے شمار مرتبہ سن چکا ہوں۔ ہر بار آنسوؤں سے دامن بھیگ جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو بیان مامور زمانہ کے اخلاق عالیہ کا اور بیان کرنے والا اس کا مبشر فرزند۔ ایک خاص کیفیت جو ان تقاریر میں ہے اور جو سننے سے تعلق رکھتی ہے صرف پڑھنے سے اس کیف اور عشق اور والہانہ انداز اور وارفتگی اور فریفتگی کا کیسے اندازہ ہو جو اس کو اپنے محبوب و معشوق سے ہے۔

جب بھی حضرت رسول عربیؐ کا نام نامی آتا ہے تو یہ دیوانۂ عشق سلام اور درود بھیجتے ہوئے ہمہ تن آرزو اور التجا بن جاتا ہے۔ ہر بار آواز گلوگیر ہو جاتی ہے اور ﷺ کے الفاظ کہتے ہوئے وہ کمال ادب اور عقیدت اور فریفتگی اور فدائیت سے لرز جاتا ہے۔ اور اپنے آقا مکّی و مدنیؐ پر درود اور سلام کہتے ہوئے اپنے سینے سے اپنا کلیجہ نکال کر گویا اسکے مبارک قدموں میں رکھ دیتا ہے۔ کاش یہ کیفیت ہمارے سارے دوست اپنے کانوں سے سنیں اور عاشقِ صادق کی وارفتگی کا اندازہ لگائیں تا ہمیں بھی درود شریف پڑھنے اور بھیجنے کا کچھ تو سلیقہ آئے۔ سوچتا ہوں کہ ولادت ہو تو ایسی کہ خدائے خبیر پیدائش سے قبل اس کی روحانی رفعتوں کا مژدہ سنائے۔

زندگی گزری تو عشق الٰہی اور عشق رسولؐ میں مست الست۔ پھر جب وقت رخصت آیا تو نیک انجام کے متعلق متفکر ہوئے تو ماں باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والے رب نے "بے حساب" کے الفاظ سے تشفی فرما دی۔ وقت اور زیادہ قریب آیا تو اپنے مقدس باپ کی طرح جنہیں "الرحیل ثم الرحیل" کی


**F0ZMAN FOODS**

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
*2- SANDY HILL ROAD*
*ILFORD, ESSEX*

TELEPHONE
0181-553-3611

**THOMPSON & CO SOLICITORS**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation

**Contact:** Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

**فرینکفورٹ کے نزدیک فریدبرگ میں**
**سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز**

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون فیکس رابطہ کریں
نقد ادائیگی کے ساتھ TUV اور KAT کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں

**Malik Asif Mahmood ------- Saar Str. 25 Friedberg**

Tel-Off:0171-621 4360 (Mobile) PRV.Tel: 06031-7685-Fax:06031-680352

آسمانی آواز نے رخت سفر باندھنے کی ہدایت فرمادی تھی۔ اس مبشر بیٹے نے، ہاں اس حضرت اماں جان کے "بشریٰ" نے صبح بیدار ہونے پر یہ پیغام سنایا کہ "آؤ بلبل چلیں کہ وقت آیا"۔ ۲ر ستمبر ۱۹۶۳ء کو وفات ہوئی۔ ۴،۵ ماہ قبل شروع مئی کے مہینے میں جب آپ کے بڑے صاحبزادے مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مدظلہ ربوہ سے راولپنڈی جانے لگے تو فرمایا "مجھے کچھ عرصہ سے بعض منذر خوابیں آرہی ہیں۔ تم دعا بھی کرنا"۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے ڈاکٹروں سے مشورہ کرکے اپنے اباجان سے عرض کیا کہ اباجان ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ کوئی فکر کی بات نہیں تو فرمایا "مظفر ڈاکٹروں کی رائے پر نہ جانا"۔

بھلا جنہیں رب علیم و خبیر تواتر سے خود خبریں دے رہا تھا کہ "اب چل چلاؤ ہے"۔ وہ ڈاکٹروں کی قیاسی رائے پر کیا یقین کرتے۔ اسی دوران آپ کی صاحبزادی محترمہ امتہ اللطیف صاحبہ نے کچھ دریافت کرنے کی کوشش کی تو فرمایا "تم بچے ہو میں تفصیل نہیں بتلاتا تم لوگ گھبرا جاؤ گے"۔

پھر ایک خط میں ایک بزرگ کے نام لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر میری زبان پر جاری ہوا ہے۔

"بھر گیا باغ اب توپھولوں سے
آؤ بلبل چلیں کہ وقت آیا"

پیدائش کے روز سے روز وفات تک آپ کا ایک ایک لمحہ اللہ کی رضا کے مطابق گزرا اور آپ کے منہ پر نوروں کی برسات ایک دنیا نے دیکھی۔ لاہور میں ایک انگریز ماہر ڈاکٹر آیا ہوا تھا۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مدظلہ اپنے اباجان کو دکھانے اسے اپنی کوٹھی ۲۳۔ ریس کورس روڈ لاہور لائے۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور حیرت واستعجاب میں ڈوب گیا اور کمرے سے باہر آیا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا "He looks like a Biblical Prophet" کہ یہ شخص تو توراۃ کے انبیاء کے مشابہ ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے عجز وانکسار اور کسر نفسی کا نظارہ بھی کرلیں کہ یہ حقیقی مومن کی شان اور تقویٰ کی جان ہے۔ ایک موقعہ پر فرمایا "یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور کی گنجائش نہیں ہے"۔

پھر فرمایا: "میں جب اپنے نفس میں نگاہ کرتا ہوں تو شرم کی وجہ سے پانی پانی ہو جاتا ہوں کہ خداتعالیٰ ہمارے جیسے کمزور انسان کی پیدائش کو بھی بشارت کے قابل خیال کرتا ہے پھر اس وقت اس کے سوا سارا فلسفہ بھول جاتا ہے کہ خدا کے فضل کے ہاتھ کون روک سکتا ہے۔ "لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ"۔

بات ہو رہی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ بچوں سے پیار کے اظہار کے طور پر کسی بچے کا پہنچہ پکڑ لیتے تھے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا: "پہنچہ پکڑ کر خاموش ہو جانے کا واقعہ میرے ساتھ بھی (ہاں اس خاکسار عاصی کے ساتھ جو خدا کے مقدس مسیح کی جوتیوں کی خاک جھاڑنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا) کئی دفعہ گزرا ہے"۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ ورنہ ہم کہاں بزم شہریار کہاں۔

ناشکری ہوگی اگر میں آں موصوف کی عنایات کریمانہ اور الطاف خسروانہ کا کچھ ذکر نہ کروں جو بغیر میرے کسی استحقاق کے، اور میری کمزوریوں اور خطاشعاریوں کے باوجود مجھ پر یکطرفہ طور پر کی گئیں۔ سوچتا ہوں کہ نہ میری کوئی دینی اور جماعتی حیثیت، نہ دنیاوی مقام لیکن باران رحمت کا نزول ہو تو وہ جیسی پھولوں بھرے بستانوں پر برستی ہے اسی طرح روڑی پر بھی۔ اور گلاب کے پھول کو اپنی ساری رعنائیوں اور خوشنمائیوں کے باوجود ساتھ جڑے ہوئے کانٹوں سے کبھی نفرت کا اظہار کرتے نہ دیکھا نہ سنا۔ اسی طرح احسانات کا سلسلہ ایک زوردار میٹھے ٹھنڈے چشمہ کی صورت میں ہمیشہ اس طرف سے ہی جاری رہا۔ ہوا یوں کہ حضرت میاں صاحب کے ایک عزیز اور جماعت کے بعض افراد کے درمیان دنیاوی حقوق کا تنازعہ پیدا ہو گیا۔ یہ اس صدی کی چھٹی دہائی کی بات ہے۔ میری خوش قسمتی سے اور یوں بدقسمتی سے بھی اس تنازعہ کا مرکز اور محور سرگودھا شہر اور ضلع ہی تھا۔ یہ صورت حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے پریشانی کا موجب بنی۔ اور مجھے بار بار طلب فرماکر فرمایا کہ میں نے اول تو اپنے عزیز کو سمجھایا ہے کہ جماعت میں افتراق اور اختلاف کو ختم کرنا چاہئے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر آپ کا یہ حکم ہے تو مجھے اس سے انحراف کرنے کی مجال نہیں۔ یہاں آپ کی جمالی صفات پھر آڑے آئیں اور حکم نہ دیا کہ ایسا حکم عدل کے خلاف تھا۔ دوسرے فریق کے لئے مجھے فرمایا کہ بھائی کو بھائی سے مقدمہ بازی سے احتراز کرنا چاہئے۔ آپ سرگودھا والے عزیزوں سے کہیں کہ اسے برداشت کرلیں میں یقین رکھتا ہوں۔ (اور اس مرحلہ پر پہنچے تو آواز میں غیر معمولی شوکت اور توکل علی اللہ کی علامت سے ایک ارتعاش پیدا ہو گیا) کہ ان کے رزق میں اللہ تعالیٰ بہت بہت برکت دے گا۔ میں نے یہ پیغام من وعن پہنچا دیا مگر افسوس کہ اس پر انہوں نے عمل نہ کیا اور مقدمہ ہائی کورٹ اور پھر عدالت عظمیٰ تک پہنچا جس میں بالآخر سرگودھا کے دوستوں کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اے کاش! ہمارے دوست حضرت میاں صاحب کی بات مان لیتے اور وافر رزق سے مالا مال ہوتے۔ افسوس کہ آپ کی یہ نصیحت ٹھکرا کر انہیں بے حد مالی نقصان ہوئے اور پھر زندگی بھر مالی ابتلاؤں کی دلدل سے نہ نکل سکے۔

میں قریباً ہفتے میں ایک بار حاضر ہوتا۔ ہر بار نہایت دلنشین رنگ میں نصائح فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ ایک روز میں اپنے مکان کی بنیادوں کے لئے دو اینٹیں لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ کرسی پر تشریف فرما تھے۔ اینٹیں گود میں رکھیں اور فرمایا:

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے اسی طرح ان اینٹوں کو گود میں رکھا تھا جو مینارۃ المسیح کی بنیادوں میں نصب کی گئی تھیں اور دعا کی تھی۔ تم بھی میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ دعا کریں۔ اور پھر میرے مکان کے نقشے اور کمروں کے طول و عرض کے متعلق تفصیل سے گفتگو فرمائی اور قیمتی ہدایات سے نوازا۔ ان نصائح کو میں نے تعمیر مکان کے دوران بے حد مفید اور کارآمد اور مبارک پایا۔ میں ہمیشہ دعا کی غرض سے اور ضروری مشوروں کے سلسلہ میں آپ کو خط لکھتا تھا اور فوراً جواب سے سرفراز فرماتے جس میں دعائیں بھی ہوتیں اور نہایت حکیمانہ مشورے بھی ہوتے۔ ہر ایک خط ایمانیات کا ایک انوکھا سبق دیتا تھا۔ اس میں اخلاقیات کے درس بھی ہوتے تھے اور دعائیں بھی اور درد دل کے دارو بھی۔

میرا یہ مختصر سا مقالہ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی سیرت نگاری کی کاوش نہیں ہے۔ آپ "مبشر" بھی تھے اور "موعود" بھی۔ اور آپ کی پیدائش اور پھر ساری زندگی اور زندگی کے شب و روز اللہ کی رضاجوئی میں صرف ہوئے۔ آپ کے قلم سے موتی جھڑتے تھے اور لعل وجواہر کاغذ پر بکھرتے تھے۔ ایک ایک تحریر میں روحانی معلم بیٹھا نظر آتا ہے۔ "سیرت خاتم النبیینؐ" ہو یا "سیرت المہدی" واقعات کی چھان پھٹک اتنی احتیاط سے فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اور طریق استدلال اور استنباط ایسا عمیق اور اچھوتا کہ انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ ایک ایک واقعہ پوری صحت اور احتیاط کے ساتھ درج فرماتے ہیں اور پھر آگے "خاکسار عرض کرتا ہے" کے الفاظ کے بعد معانی اور مفاہیم اور معارف کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے۔

حسن انتظام، حسن تدبر اور سلیقے اور قرینے کے اوصاف کی حضرت صاحبزادہ صاحب کو بطور خاص ارزانی ہوئی تھی۔ مکرم مرزا عبدالحق صاحب نے آج سے قریباً ربع صدی قبل ایک واقعہ سنایا تھا کہ کسی میٹنگ سے فارغ ہوئے تو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اپنی کوٹھی بیت العافیت پر دعوت عصرانہ دی۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ہم گھر گئے تو دیکھا ہر شے نہایت سلیقے اور قرینے اور نہایت صفائی اور ستھرائی سے رکھی تھی۔ حاضرین میں سے کسی صاحب نے صاحبزادہ صاحب کے اس وصف کی تعریف کی۔ تو موصوف نے فرمایا کہ میں نے یہ عادت حضرت عمو جان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے مستعار لی ہوئی ہے۔ اور پھر اس سے بھی پہلے کا ایک غیر از جماعت ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز صاحب سول سرجن کا واقعہ مجھے یاد ہے وہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی علالت کے دوران ربوہ طبی معائنہ کرنے اور علاج تجویز کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے واپسی پر نہایت خوشگوار حیرت کا برملا اظہار کیا کہ آپ کا سادہ سا کچا مکان ہے مگر صفائی اور ستھرائی اور سلیقہ کا جو اعلیٰ نمونہ اس گھر میں دیکھا وہ میں نے بڑے بڑے رؤسا اور وزرا کے محلات میں بھی نہیں دیکھا۔ نیز سول سرجن صاحب نے کہا کہ آج جس مریض کو میں نے دیکھا ہے یہ تو سارے علوم کا ایک سمندر ہے۔ علم طب سے تو ان کا اتنا ہی واسطہ ہے کہ وہ خود بیمار ہیں مگر یوں لگتا تھا کہ اس بحر کے بھی وہ شناور ہیں۔ پھر اس نے آپ کے اعلیٰ اخلاق کی بہت تعریف کی مگر جس کی تعریف خود خدائے علیم وقدیر نے کی ہو اس کی تعریف و توصیف انسان کیا کر سکتا ہے۔

جمال دوست کی رنگینیاں ادا نہ ہوئیں
ہزار کام لیا ہم نے خوش بیانی سے

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے پاکستانی وانڈین، سلے اور ان سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی کا مرکز
BB Bela Boutique
بیلہ بوتیک
☆ موسم گرما کے لئے سٹیپل، کاٹن، لیلن، واش اینڈ ویئر اور لان
☆ عروسی ملبوسات میں غرارہ، لہنگا، راجستھانی فراک کے علاوہ شلوار، کرتا اور پشواش کی ورائٹی
☆ گرمیوں کی زنانہ سینڈل اور چپلیں، چوڑیاں، میچنگ جیولری۔ ہر طرح کے زنانہ لباس کی سلائی کا انتظام
☆ ہول سیل کی سہولت
Tel: 069/24279400 - 01702128820
Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (دوکان نمبر ۲۹۔ ہمراہ رائل جیولرز)

# ارشاد نبوی ؐ کے مطابق قائم جماعت احمدیہ کا نظام

## اور

# معاندین احمدیت کا الم انگیز اور افسوسناک طرزعمل

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا موجودہ پرفتن دور میں ہر مسلمان کے لئے یہ فرمان مبارک ہے کہ:

"فان رئیت یومئذ خلیفة الله فی الارض فالزمه و ان نهك جسمك و اخذ مالك فان لم تره فاهرب فی الارض ولو ان تموت "۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۰۳)

اگر اس وقت زمین میں خلیفۃ اللہ کو دیکھو تو اس سے وابستہ ہو جاؤ خواہ تمہارا جسم لہو لہان ہو جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے اور اگر خلیفۃ اللہ کو نہ دیکھو تو زمین میں کہیں بھاگ جاؤ خواہ مر ہی جاؤ۔

نیز حدیث حذیفہؓ میں ہے:

"اگر اس وقت جماعت نہ ہو نہ امام ہو تو پھر ایسا کر کہ ان کل فرقوں سے الگ رہ (جنگل میں دور چلا جا) اگر وہاں (کچھ کھانے کو نہ ملے) ایک درخت کی جڑ مرنے تک چباتا رہے (تو یہ تیرے حق میں بہتر ہے)۔ (بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعة ۔

اس ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ "انما الامام جنة يقاتل من وراءه"۔ (بخاری کتاب الجهاد)

امام ڈھال ہے جس کے پیچھے قتال کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ جماعت احمدیہ کو مسلمانِ عالم میں یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے زیر قیادت اشاعت دین اسلام کے عالمی جہاد میں نہایت کامیابی سے سرگرم عمل ہے۔ چنانچہ عراق کے مشہور عالم دین اور صحافی الحاج السید عبدالوہاب عسکری، ایڈیٹر "السلام البغدادیہ" تحریر فرماتے ہیں:

"وخدماتهم للدين الاسلامی من وجهة التبشير فی جميع الاقطار كثيرة و ان لهم دوائر منتظمة يديرها اساتذه و علماء...... و هم يجتهدون بكل الوسائل الممكنة لاعلاء كلمة الدين و من اعمالهم الجبارة الفروع التبشيرية والمساجد التی اسسوها فی مدن امريكا و افريقيا و اوربا فهی السنة ناطقة مما قاموا و يقومون به من خدمات و لاشك ان للاسلام مستقبل باهر علی يدهم"۔

(ترجمہ): دین اسلام کے لئے ان کی تبلیغی خدمات بہت زیادہ ہیں اور ان کے ہاں بہت سے انتظامی شعبے ہیں جنہیں بڑے بڑے ماہرین اور علماء دین چلاتے ہیں اور وہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے تمام ممکن ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے کوشاں ہیں اور ان کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک عظیم کام یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مختلف شہروں میں تبلیغی مراکز اور مساجد کا قیام ہے۔

اور یہ مراکز و مساجد ان کی ان عظیم خدمات کی منہ بولتی تصویر ہیں جو وہ پہلے اور اب بجا لا رہے ہیں اور اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان کے ہاتھوں اسلام کا ایک تابناک مستقبل مقدر ہو چکا ہے"۔

("مشاهداتی تحت سماء ا الشرق" تا ليف الدكتور الحاج عبدالوهاب العسكری صاحب جريده السلام البغدادية مطبوعه ۱۹۵۱ء مطابق ۱۳۷۰ھ دارالحديث للطباعة والنشر والتاليف)

☆......☆......☆

## مسلم ممالک کا عبرتناک نقشہ

دوسری طرف مسلم ممالک کا عبرتناک نقشہ کیا ہے؟ اس کی دردانگیز تفصیل المسجد الحرام کے خطیب الشیخ محبّ اللہ سبیل کی زبان سے سنئے انہوں نے بیت اللہ میں خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

" ان واقع المسلمين اليوم فی اكثر البلاد الاسلاميه مؤلم جدا. انه لمخالف ما عليه الرسول ﷺ واصحابه. اليس فی اكثر البلاد الاسلاميه نری الرجل منتسياً للاسلام ويقول انه مسلم و مع ذلك فلا يمنعه اسلامه من ارتكاب الجرائم العظام. لا يمنعه اسلامه من الرباء واكل اموال الناس والفجور ولا من حوانيت اللهو و الخمور. لا يمنعه اسلامه من الكذب و شهادة الزور. لايمنعه اسلامه من الغش والتدليس و الخداع فی معاملات المسلمين .لا يمنعه اسلامه من ترك الصلوٰة والصيام. لا يمنعه اسلامه من ان ينسب المتمسكين بدينهم الی الجمود والتحجر والی لرجعية. التأخر يشوهون الحق بالقاب المنفرة عند بعض السذج من الناس. لايمنعه اسلامه من تفضيل طريقة الغربيين و مذاهب الشرقيين و افكار المنحرفين علی طريقة الرسول و صحبه. لا يمنعه اسلامه من الحكم بالقوانين الوضعية و نبذ القرآن والاحاديث النبوية. لايمنعه اسلامه من الصاق العيوب بالشريعة الاسلامية وادخال فيها ماليس".

"يتمذهبون بمذهب الاشتراكية و يسخرون الاقلام والالسن بالدعوة اليها و يناصرون الدهريّين و يوالون الشيوعيين و ينكرون لدين الله ولعباد الله من المؤمنين"۔

(اخبار العالم الاسلامی ۱۵/شعبان ۱۳۹۴ھ مطابق ۳/ستمبر ۱۹۷۴ء صفحه ۱۳ تا ۱۶)

(ترجمہ): آج اکثر بلاد اسلامیہ کے مسلمانوں کی کیفیت سخت الم انگیز ہے۔ مسلمان آنحضرت ﷺ اور حضورؐ کے صحابہؓ کی روش کے مخالف ہو چکا ہے۔ کیا اکثر مسلمان ممالک میں ہمیں ایسے لوگ نظر نہیں آتے جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے اور اپنے تئیں مسلم کہتے ہیں اور بایں ہمہ ان کا اسلام انہیں بڑے بڑے جرائم سے نہیں روکتا۔ ان کا اسلام انہیں سود اور لوگوں کے اموال کھانے اور فجور سے نہیں روکتا اور نہ رقص گاہوں اور شراب خانوں سے منع کرتا ہے اور نہ ان کا اسلام کذب بیانی اور جھوٹی گواہی سے انہیں روکتا ہے ۔ نہ ان کا اسلام انہیں مسلمانوں کے معاملات میں دھوکہ، چالبازی اور فریب دہی سے باز رکھتا ہے ۔ نہ ان کا اسلام انہیں نماز روزہ کے چھوڑنے سے روکتا ہے۔ ان کا اسلام انہیں اس بات سے بھی نہیں روکتا کہ دین کو مضبوطی سے اختیار کرنے والے لوگوں کو جمود اور بے حسی اور قدامت پسندی اور پسماندگی کی طرف منسوب نہ کریں۔ وہ حق کو نفرت انگیز القاب کے ذریعہ بعض سادہ لوح لوگوں کے سامنے بدنما بناتے ہیں۔ ان کا اسلام انہیں اس سے بھی نہیں روکتا ہے کہ عربیین کے طریقہ اور شرقیین کے مذاہب اور منحرفین کے افکار کو رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی سنت پر فضیلت نہ دیں۔ ان کا اسلام قرآن اور احادیث نبویہ کو پس پشت ڈال کر خود ساختہ قوانین کے فیصلہ سے بھی انہیں نہیں روکتا اور ان کا اسلام اس بات سے بھی نہیں روکتا کہ شریعت اسلامیہ کو عیوب اور نقائص کا تختہ مشق بنائیں اور اس میں ایسی باتوں کو بے جا طور پر داخل کریں جو درحقیقت اس کا حصہ نہیں ہیں ۔ وہ اشتراکی مذہب رکھتے ہیں اور اپنی قلموں اور زبانوں کو اس کی دعوت کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں ۔ وہ دہریوں کی مدد کرتے اور کمیونسٹوں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور خدا کے دین اور خدا کے مومن بندوں سے بیگانگی اختیار کئے ہوئے ہیں"۔

خطیب کعبہ نے اپنے آخری الفاظ میں جس المیہ کی نشاندہی کی ہے۔ معاندین احمدیت کا عدوّان محمدؐ اور صلیب پرستوں سے شرمناک گٹھ جوڑ اس کا واضح ثبوت ہے۔ دونوں ہی حضرت عیسیٰ کو غیر مشروط آخری نبی اور عالم الغیب، خالق طیور اور بجسد عنصری زندہ آسمان پر موجود مانتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے خلاف متحدہ محاذ قائم کئے ہوئے ہیں حتی کہ شاتم رسول پادری کے۔ ایل۔ ناصر نے اپنی کتاب "حقیقت مرزا" کا انتساب (Dedication) مولوی ثناء اللہ امرتسری، پروفیسر الیاس برنی اور مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے نام پر کیا ہے اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

"میں اس مجموعہ کو مندرجہ علماء کرام کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے مرزائیت کی حقیقت کو بے نقاب کر کے ہندو پاکستان میں مسیحیوں اور مسلمانوں کی ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں"۔

ایسے ہی معاندین احمدیت میں آج کل کراچی کے ایک صاحب اور الامارات العربیہ المتحدہ کے ایک "سید" کافی پیش پیش ہیں۔ وہ ان گھسے پٹے پرانے اعتراضات کو جن کے جواب سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں بار بار دئے جا چکے ہیں اچھال کر عیسائیت کی پرجوش حمایت میں منہمک ہیں اور ساتھ ہی (قرآنی تعلیم کے سراسر خلاف) اشاعت فحش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

ان کی اسلام دشمنی کی انتہاء یہ ہے کہ وہ مسلمان کا لیبل بھی لگائے ہوئے ہیں مگر "سید" ہو کر آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو مدت سے پس پشت ڈالے ہوئے ہیں کہ فتنوں کے زمانہ میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ خلیفۃ اللہ کے دامن سے مضبوطی سے وابستہ ہو جائے اور اگر خلیفۃ اللہ موجود نہ ہو تو کہیں بھاگ جائے یہاں تک کہ گوشہ گمنامی میں موت آجائے۔

خدا کے فضل سے ہر احمدی حدیث نبویؐ کے مطابق اپنے امام کو ڈھال یقین کرتا ہے۔ اس لئے کوئی دینی قدم ان کی اجازت و رہنمائی کے بغیر اٹھا ہی نہیں سکتا کہ یہی فرمان محمدی ہے ۔ مگر احمدیت کے معاند ملاں اس مبارک فرمان کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے یہ چاہتے ہیں کہ کسی احمدی کی طرف سے انہیں مباہلہ وغیرہ کی کسی کارروائی کے بارے میں براہ راست خط و کتابت کا اعزاز عطا کیا جائے جس کا تصور بھی کوئی حقیقی احمدی نہیں کر سکتا۔ شاید ایسے ہی لوگوں سے متعلق کسی نے کہا ہے کہ:

محض غوغا نہیں اسلام کا عنوانِ حیات
تو مسلمان ہے تو اسلام کو بدنام نہ کر

عراق کے ایک عالم شیخ محمد رضا شبیبی فرماتے ہیں:

الا ليت شعری ما تری روح (احمد)
اذا طالعتنا من علٍ او اطلّت
و اكبر ظنّی لواتانا (محمد)
للاقی الذی لاقاه من اهل مكة
عدلنا عن النور الذی جائنا به
كما عدلت عنه قريش فضلّت
اذن لقضیٰ لا منهج الناس منهجی
ولا ملة القوم الاواخر ملّت

ترجمہ: اگر احمد مجتبیٰ ﷺ کی روح عالم بالا سے ہمارے حالات سے واقف ہو جائے یا ہمیں جھانک کر دیکھ لے تو معلوم نہیں ہمارے متعلق کیا رائے قائم کرے۔ میرا ظن غالب ہے کہ محمد ﷺ آج ہمارے پاس تشریف لے آئیں تو آپ کو آج بھی اس قوم کے ہاتھوں اسی قسم کے مصائب اور انکار حق سے دوچار ہونا پڑے گا جس طرح آپ اہل مکہ کے ہاتھوں دوچار ہوئے (کیونکہ) ہم اس نور حق سے جسے آپ لے کر مبعوث ہوئے تھے اسی طرح روگردانی کر چکے ہیں جس طرح قریش نے اس سے منہ پھیرا تھا۔ اور گمراہی کے گڑھے میں جا پڑے تھے۔ پیغمبر خدا ﷺ ہماری زبوں حالی اور راہ حق سے بیزاری دیکھ کر یقیناً یہ فیصلہ کریں گے کہ لوگ جس ڈگر پر چل رہے ہیں یہ میرا بتایا ہوا راستہ نہیں ہے اور آخری زمانہ کے لوگوں نے جس مذہب کا طوق ڈال رکھا ہے وہ میرا مذہب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

## احمدیہ ہوسٹل لاہور کی پاکیزہ یادیں

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۱ء تک احمدیہ ہوسٹل لاہور میں قیام فرما رہے اور اس دوران انٹر کالجئیٹ ایسوسی ایشن کے سیکرٹری بھی رہے جس کے ۸۰ ر اراکین تھے۔ آپکی بعض دلکش یادوں کا ذکر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ر اکتوبر ۹۸ء میں کسی پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

حضرت شیخ صاحب کا بیان ہے کہ اُس وقت ہوسٹل میں تقریباً ۳۰ طلبہ مقیم تھے۔ محترم ملک غلام فرید صاحب نمازوں کی ایسی پابندی کرواتے تھے کہ صبح کی نماز میں اگر کوئی نہ اٹھتا تو ایسا بھی ہوا کہ چارپائی اوپر اور سونے والا نیچے ہوتا۔ چنانچہ اگلے دن پاؤں کی آہٹ سنتے ہی خوابیدہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھتا۔

ہوسٹل میں مشاعرہ اور بیت بازی بھی ہوا کرتی۔ پروفیسر عبدالقادر صاحب جو اُس وقت بڑے ذہین طالبعلم تھے انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "اے خدا کے کارساز و عیب پوش و کردگار" پوری یاد کرلی تھی۔ اس نظم کے ۴۲۳ ر اشعار ہیں۔

ایک بار حضرت مصلح موعودؓ ہوسٹل میں تشریف لائے تو ایسوسی ایشن نے حضورؓ کی تقریر ہوسٹل میں کروانا چاہی۔ وقت کم تھا۔ اس لئے اشتہار چھاپے گئے اور عشاء کی نماز کے بعد طلبہ نے شہر کے مختلف حصے بانٹ لئے اور سائیکل پر اور پاپیادہ لئی کے برتن پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور رات تین بجے تک شہر کے ہر کھمبے پر اشتہار چسپاں ہوچکے تھے۔ دعوتی کارڈ بھی تقسیم ہوئے اور اگلے روز حضورؓ کی تقریر ہوسٹل کے صحن میں نہایت کامیابی سے انجام پذیر ہوئی۔

۱۹۲۰ء میں پاؤنڈ کا نرخ گرا ہوا تھا اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل لندن کے لئے تقریباً ایک لاکھ روپیہ کے پاؤنڈ خریدنے کا فیصلہ فرمایا اور اس رقم کو بڑی بڑی جماعتوں پر بانٹ دیا گیا۔ لاہور کے ذمہ غالباً اٹھارہ ہزار روپیہ آیا تھا۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ قادیان سے ایک وفد لے کر اس رقم کی وصولی کے لئے لاہور آئے۔ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ ہوسٹل کے وارڈن اور جماعت لاہور کے امیر تھے۔ انہوں نے خطبہ میں کوئی لمبی چوڑی تحریک نہیں کی بلکہ یہی فرمایا کہ اس رقم کو پورا کرنا جماعت کا فرض ہے اور بحیثیت امیر اس رقم کو پورا کردینا میرا فرض ہے۔ مَیں نے دوستوں سے مشورہ کرنا شروع کیا کہ ہم ایسوسی ایشن کی طرف سے پانچ سو روپے پیش کریں۔ اتنے میں امیر صاحب کی آواز آئی کہ مسلم لیگ نے کالجوں کے مسلمان طلبہ سے دو ہزار روپیہ چندہ مانگا ہے، میں احمدی طلبہ سے دو ہزار روپیہ طلب کرتا ہوں۔ اس پر ہر طالبعلم نے انتہائی ایثار کا نمونہ دکھایا اور جو کچھ جس کے پاس تھا اُس نے دے دیا۔ چنانچہ دوہزار سے زیادہ رقم جمع ہوگئی۔

مارچ ۱۹۲۱ء میں جب غیراحمدیوں نے قادیان میں جلسہ کرنا چاہا تو حفاظت مرکز کی خاطر امیر صاحب نے فرمایا کہ تمام احمدی طلبہ آج رات قادیان روانہ ہو جائیں۔ چونکہ یونیورسٹی کے امتحان قریب تھے اس لئے میں نے پوچھا کہ کیا امتحان دینے والے طلبہ بھی پابند ہیں۔ امیر صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ اس دفعہ اُن کا امتحان قادیان میں ہی ہو جائے گا۔ چنانچہ امیر صاحب کے ہمراہ ہم سب رات ۹ بجے روانہ ہوکر ۱۲ بجے بٹالہ پہنچ گئے۔ کچھ طلبہ نے یکوں کی تلاش شروع کی تو کسی نے بتایا کہ امیر صاحب تو پیدل چلتے ہوئے ایک فرلانگ آگے نکل گئے ہیں۔ چنانچہ سب پیچھے چل پڑے اور صبح چار بجے قادیان پہنچ گئے۔ زوروں کی بھوک لگی ہوئی تھی۔ ایک دوکان کھلوائی تو صرف ڈیڑھ دو سیر چھوارے نکلے۔ وہ کھاکر لنگر کا رُخ کیا۔ ایک پیپے کی تہہ میں کچھ دال اور روٹی کے ٹکڑے ملے، وہ کھائے۔

ہماری ڈیوٹی بہشتی مقبرہ میں لگی۔ چاروں طرف پہرے والوں کی تین قطاریں تھیں۔ رات کو Password بتاکر گزرنا پڑتا تھا۔ ایک رات حضرت مصلح موعودؓ بھی انتظام کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لائے۔ پہرے والے نے پہلے نہیں پہچانا اور روک لیا۔ پھر معلوم ہونے پر جانے دیا۔ حضورؓ انتظام دیکھ کر بہت مطمئن واپس تشریف لے گئے۔

ایک رات فساد کا شدید خطرہ پیش آگیا۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی خانصاحبؓ گوہر نے ایک بلند جگہ چڑھ کر گرجدار آواز میں پوچھا کیا جانیں دینے کے لئے تیار ہو۔ سینکڑوں پہرے داروں کا جواب تھا کہ "بڑی خوشی سے"۔ اگرچہ پھر خیریت ہی رہی۔

جب پہرہ ختم ہوگیا تو واپسی کا سفر کرتے ہوئے میرا یکہ اُلٹ گیا اور میرے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ چنانچہ سارا سفر بڑے درد اور کرب سے طے ہوا۔ امیر صاحب نے اپنے پاس سے میرے لئے سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لے لیا اور خود ہی تیمارداری کرتے رہے اور دلاسا دیتے رہے۔ جماعت لاہور کو پہلے سے اطلاع دے دی گئی تھی اس لئے لاہور سٹیشن پر سٹریچر موجود تھا۔ مجھے میو ہسپتال لے جایا گیا اور بیہوش کرکے مرہم پٹی کی گئی۔ اٹھارہ دن ہسپتال میں داخل رہا۔ اب ایک بازو دوسرے سے چھوٹا ہے اور سردیوں میں درد کرتا ہے۔ لیکن یہ درد ایسا میٹھا ہے جو سارے واقعات کی یاد دلاتا ہے۔

.......☆.......☆.......☆.......

## محترم چودھری محمد شریف صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸ر اکتوبر ۹۸ء میں محترم چودھری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ و گیمبیا کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم عبدالقدیر قمر صاحب رقمطراز ہیں کہ آپ کی زبان ہمیشہ درود شریف سے تر رہتی تھی اور آپ عشق خدا اور عشق رسولؐ میں سرشار تھے۔ ایک دفعہ میں نے خط میں آپ کو صرف "چودھری شریف صاحب" لکھ کر مخاطب کیا۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آخر مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا کہ "محمد" سے جدا کردیا۔

آپ خاکساری اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ ایک بار کلاس میں فرمانے لگے کہ دیکھو میں صرف پانچ جماعت پاس ہوں۔ خلیفہ وقت کی بیعت اور اطاعت کے نتیجہ میں مَیں نے بڑے بڑے اہل علم اور فلاسفروں اور منطقیوں سے گفتگو کی ہے اور ہمیشہ ہی خدا نے سرخرو کیا ہے، اصل علم خداتعالیٰ سے تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ فیصل آباد کی عدالت میں پیش ہونے کے لئے میں لاری اڈہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں محترم مولوی صاحب مل گئے۔ میں نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ قید و بند بھی ایک سنت ہے اس کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جاؤ......جب مجسٹریٹ نے مسجد پر کلمہ لکھنے کے جرم میں تین سال قید سخت اور دوہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی تو مجھے فوراً آپ کے کہے ہوئے الفاظ یاد آنے لگے اور دل کو تسلّی ہوگئی۔

.......☆.......☆.......☆.......

## مسجد وزیر خان لاہور

اپنی بے پناہ خوبصورتی، وسعت اور نقش و نگار کے باعث فنّی اعتبار سے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جانے والی مسجد وزیر خان لاہور کی بنیاد چنیوٹ کے رہنے والے شیخ علیم الدین نے رکھی تھی جو ایک طبیب تھے اور شاہجہان کے دربار میں رفتہ رفتہ وزیر کے عہدے تک جا پہنچے تھے جہاں سے "وزیر خان" کا خطاب پایا۔ بعد میں وہ سات سال تک لاہور کے حاکم بھی رہے۔

مسجد وزیر خان بہت وسیع و عریض ہے، بازار کی سطح سے کافی اونچی ہے اور اس کے چار بڑے دروازے ہیں۔ صحن کی لمبائی ۱۷۵ ر فٹ اور چوڑائی ۹۴ فٹ ہے۔ سارے صحن میں خشتی فرش ہے۔ مسجد کے قریباً سبھی کتبے منقوش اور روغنی ٹائیلوں سے سجے ہوئے ہیں۔ مسجد کے چاروں کناروں پر ۸۵، ۸۵ فٹ بلند ہشت پہلو مینار ہیں جن پر کانسی کا نہایت نفیس کام کیا گیا ہے۔ مسجد کے پانچ گنبد ہیں اور ہر گنبد کا قطر بیس فٹ چار انچ ہے۔ صحن کے اردگرد ۳۷ حجرے ہیں اور صحن کے وسط میں ایک حوض ہے جو ۳۶ فٹ لمبا اور اتنا ہی چوڑا ہے۔

تین سو سال گزرنے کے باوجود اس مسجد میں کسی خاص مرمت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ یہ مسجد لاہور کی لاثانی، عالیشان اور قدیم عمارتوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے جس کے بارے میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب کا تحریر کردہ ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۶ر ستمبر ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔

انگریزوں کے ابتدائی عہد سے بہت دیر بعد تک آرٹس سکول کے طلبہ کو یہاں تزئین کا کام سکھانے کے لئے لایا جاتا تھا۔ مسجد کا منبر صنعت گری کا نادر اور دلآویز نمونہ ہے جو ہندوستان کے وائسرائے گورنر جنرل لارڈ کرزن نے ۱۸۹۹ء میں دیا تھا۔ انگریزی عہد میں مسجد کی تولیت کے متعلق ایک طویل مقدمہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت رہا ہے۔

.......☆.......☆.......☆.......

## حضرت امام عبدالرحمٰن اوزاعیؒ

شام میں فقہ اسلامی کے سب سے بڑے نمائندہ حضرت امام اوزاعیؒ ہیں جن کا اصل نام عبدالعزیز تھا جو آپؒ نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ لیا۔ آپؒ کا تعلق دمشق کے نواحی قصبہ الاوزاع سے ہے۔ ۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور اپنی تعلیم کا کچھ حصہ یمامہ میں مکمل کرکے وہیں سرکاری ملازمت میں داخل ہوگئے۔ پھر بیروت چلے گئے اور وہاں وفات پائی۔ آپؒ بڑے فصیح و بلیغ تھے اور آپؒ کی فضیلت اہل شام میں مسلّم تھی۔

امام اوزاعیؒ بڑے نڈر تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ المنصور آپؒ کے پاس حاضر ہوا اور نصیحت کرنے کے لئے کہا تو آپؒ نے فرمایا کہ تمہاری رعیت کا ہر شخص ان مصائب و تکالیف کی شکایت کرتا ہے جن میں تُو نے انہیں مبتلا کر رکھا ہے۔

اسی طرح خلیفہ سفاح کے چچا عبداللہ بن علی کے دربار میں آپؒ نے بلا جھجک اُسے کہہ دیا کہ اُس نے امویوں کا قتل عام کرکے عہد شکنی کی ہے۔ جب عبداللہ نے پوچھا کہ کیا علویوں کی خلافت شرعی نہیں کیونکہ آنحضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے حق میں خلافت کی وصیت فرمائی تھی تو آپؒ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہوتی تو حضرت علیؓ خلافت کے فیصلہ کے لئے حَکَم نہ فرماتے۔ اِس پر اُس نے آپؒ کو اپنے دربار سے باہر نکال دیا لیکن اس بے باک اظہار پر آپؒ کی توقع کے مطابق قتل کا فرمان جاری نہ کیا۔

حضرت امام اوزاعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے مومن بھائیوں سے ملنا اپنے اہل کی ملاقات اور مال سے بہتر ہے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کی ذمہ داریوں سے تنگ آکر بھاگنے والا بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا روزہ و نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ واپس نہ لوٹ آئے۔

حضرت امام اوزاعیؒ ۱۵۷ھ میں بیروت میں وفات پاگئے اور شہر کے دروازہ پر واقع بستی حنتوس میں دفن ہوئے۔ آپؒ کے ذکر خیر پر مشتمل یہ مختصر مضمون مکرم محمد احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰ر ستمبر ۹۸ء میں شائع ہوا ہے۔

.......☆.......☆.......☆.......

Muslim TV AHMADIYYA

# Muslim Television Ahmadiyya

# Programme Schedule for Transmission

14/05/99 - 20/05/99

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344*

## Friday 14th May 1999
*27 Muharram 1420*

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No. 27
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 126 Rec: 01.01.96 (R)
02.10 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 27.12.85 Part 1
03.25 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.30 Learning Arabic: Lesson No.40 (R)
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.32 Rec: 15.08.94
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.30 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Rec.09.11.94
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.126 (R)
09.50 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service: Tilwat, Hadith
11.25 Bengali Service: Ahmadiyya Beliefs, Khilafat In Islam
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE From Fazl Mosque, London
14.00 Documentary: Shalamar Gardens, Lahore Presenter: Fuzail Ayaz Ahmad Sahib
14.20 Rencontre Avec Les Francophones(New) Rec: 09.05.99
15.20 Friday Sermon: Rec 14/05/99 (R)
16.30 Children's Corner: Let's Learn Salat, Lesson No.9
16.50 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class(New): with Huzoor Rec:12.05.99
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.127 Rec: 11.01.96
20.55 MTA Belgium: Children's Class, No.31
21.25 Medical Matters: Hepatitis
21.55 Friday Sermon: Rec 14.05.99 (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)

## Saturday 15th May 1999
*21st Muharram 1420*

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Let's Learn Salat No 9 With Imam Ataul Mujeeb Rashid Sahib (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 127 (R) Rec : 11.01.96
02.05 Friday Sermon: Rec: 14.05.99 (R)
03.10 Urdu Class(New): (R)
04.20 Computers for Everyone: Part 110 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05 Tilwat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Let's Learn Salat (R)
07.20 MTA Mauritius: A Visit to a Garden
07.55 MTA Mauritius: Auto Rally 1997
08.18 Medical Matters: Hepatitis
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 127
09.50 Urdu Class(New): (R)
11.00 Indonesian Service: Various Programme
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Danish: Lesson No. 23
12:30 Interview : Mohammed Ali Sb Hosts: Ahmad Mubarak Sb and Sayyed Hussain Ahmad Sb.
14.05 Bengali Service: Khattam un Nabiyeen,
15.15 Children's Class(New): with Huzoor Rec:15.05.99
16.20 Children's Corner: Quran Quiz Pt 50
16.40 Hikayat e Shereen: Story No. 8
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.15 Urdu Class(New): Rec: 14.05.99
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.128 Rec: 16.01.96
20.25 Al Tafeseer ul Kabir: Lesson No.41
21.00 Q/A With Huzoor: from London Rec: 22.03.98
22.25 Children's Class(New): with Huzoor (R)
23.25 Learning Danish: Lesson No.23

## Sunday 16th May 1999
*29th Muharram 1420*

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran Quiz, No.50 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.128(R)
02.20 Interview: with Ch Mohammad Ali Sb Hosts: Ahmad Mubarik Sb and Sayyed Hussain Ahmad Sb (R)
03.25 Urdu Class: Rec: 14.05.99 (R)
04.30 Learning Danish: Lesson No. 23 (R)
04.55 Children's Class(New): with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55 Children's Corner: Quran Quiz, Part 50(R)
07.15 Q/A Session: with Huzoor, from London Rec: 18.04.98 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.128(R)
10.00 Urdu Class(New): Rec: 14.05.99 (R)
11.00 Indonesian Service: Quiz Khazanah, Kidung Jawa, more.......
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No. 124
13.10 Friday Sermon: Rec: 14.05.99 (R)
14.15 Bengali Service: Discussion of Hinduism
15.15 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 29.10.95, Part 2
16.00 Children's Class: with Huzoor
16.35 Documentary: Moody Gardens, USA
16.55 German Service: Basket ball, Museum Frankfurt
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class(New): Rec:15.05.99
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.129 Rec: 17.01.96
20.55 Albanian Programme No. 2
21.25 Dars ul Quran: No.9, Rec: 30.12.98 Topic: Surah Al Nisa
23.10 Mulaqat With Huzoor: Part 2 (R)

## Monday 17th May 1999
*1st Safar 1420*

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Class: with Huzoor
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No. 129
02.25 MTA USA: Speech, Mujeeb ul Rehman Sb
03.10 Urdu Class(New): with Huzoor (R)
04.10 Learning Chinese: Lesson No.124
04.55 Mulaqat With Huzoor: Rec 29.10.95, Pt 2
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: with Huzoor (R)
07.10 Dars ul Quran: Lesson No.9 (R)
08.40 Liqa Ma'al Arab Session No. 129 (R)
09.50 Urdu Class(New): with Huzoor (R)
10.50 Indonesian Service: Friday Sermon
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.16
13.10 MTA Sports: Cricket Jhang vs. Faislabad
14:00 Bengali Service:
15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 33 Rec: 16.08.94
16.10 Children's Class: With Huzoor (R)
16.55 German Service: Der Ahmadiyya Jama'at Deutschland, More........
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.433 Rec:20.11.98
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.130 Rec: 18.01.96
20.50 Turkish Prog: Introduction to Ahmadiyyat Programme No. 4
21.10 Rohani Khazaine, No.4
21.50 Homoeopathy Class: Lesson No.33(R)
23.10 Learning Norwegian: Lesson No.16 (R)
23.35 Documentary: The London Car Show 1998

## Tuesday 18th May 1999
*2 Safar 1420*

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.130 (R)
02.20 MTA Sports: Cricket match (R)
03.00 Urdu Class: Lesson No.433 (R)
04.15 Learning Norwegian: Lesson No.16 (R)
04.50 Homoeopathy Class: Lesson No. 33(R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Class with Huzoor (R)
07.20 Pushto Programme: Friday sermon Rec: 31.10.97
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.130 (R)
09.50 Urdu Class: Lesson No.433 (R)
11.05 Indonesian Service: Tilawat, Hadith,.......
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.2
13.05 From The Archives: F/S, Rec. 24.03.89
14.25 Bengali Service: Imam Mahdi (AS)
14.50 Mulaqat with Huzoor: Rec.15.12.95
15.55 Children's Corner: Quran Pronunciation
16.20 Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No.434 Rec:21.11.98
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.131 Rec: 26.02.96
20.45 Norwegian Service: Book Reading No.15
21.15 Hamari Kaenat: No.170
21.45 Mulaqat with Huzoor (R)
22.50 Learning Swedish: Lesson No.2 (R)
23.10 Speech: by Mohammad Azam Akseer Sb

## Wednesday 19th May 1999
*2 Safar 1420*

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.35 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.131 (R)
02.00 From the Archives: Khutaba Juma 1989(R)
03.25 Urdu Class: Lesson No.434 (R)
04.40 Learning Swedish: Lesson No.2 (R)
05.00 Mulaqat with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.55 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.20 Swahili Service: Seerat un Nabi (SAW) Pt5
08.10 Hamari Kaenat: No. 170 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.131 (R)
09.45 Urdu Class: Lesson No. 434 (R)
10.55 Indonesian Service: Masih di Hindustan
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No.4
13.05 Tabarukaat: Speech By Maulana Jalal ud Din Shams Sahib, J/S Rabwah 1965
14.05 Bengali Service: F/S, Rec:29.05.98
15.05 Mulaqat with Huzoor: Rec: 22.12.95
16.10 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.50 German Service: Besuch von Huzoor, sport.
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: Lesson No.435 Rec; 25.11.98
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.132 Rec: 27.02.95
20.35 French Programme: Life of The Holy Prophet (SAW), Part 6
20.55 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.15 MTA Lifestyle: Hunar 'Wall Hanging'
21.35 Correct use of English: from Pakistan
22.00 Mulaqat with Huzoor: Rec: 22.12.95 (R)
23.30 Learning German: Lesson No.4 (R)

## Thursday 20th May 1999
*4 Safar 1420*

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.132 (R)
02.35 Tabarukaat: Speech J/S 1965 (R)
03.10 Urdu Class: Lesson No.435 (R)
04.25 Learning German: Lesson No.4 (R)
04.55 Mulaqat with Huzoor: Rec: 03.12.95(R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
07.25 Sindhi Program: F/Sermon, Rec: 30.05.97
08.30 MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.132 (R)
09.50 Urdu Class: Lesson No.435 (R)
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Hadith, Quiz...
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.41
13.00 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 27.12.85 Final Part
14.10 Bengali Service: Mulaqat with Huzoor Rec: 16.08.94
15.10 Homoeopathy Class: Lesson No.34 Rec: 22.08.94
16.20 Children's Corner: Quran Pronunciation
16.55 German Service: Fussball Final, Kabadi..
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.436 Rec:27.11.98
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.133 Rec:29.02.96
20.40 Speech: Tarbiyyat e Aulaad
21.15 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 93
21.55 Homoeopathy Class: Lesson No.34 (R)
23.05 Learning Arabic: Lesson No.41 (R)
23.35 Sajray Phull: The Lives of two Sahba



Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
*English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,*
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, May 14, 1999 Issue No. 20

## نمائندگان شوریٰ کے لئے
# بعض اہم ہدایات

(ان دنوں اکثر ممالک میں مجالس شوریٰ منعقد ہو تی ہیں۔ اس مناسبت سے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس شوریٰ کے متعلق مختلف اوقات میں جو ہدایات ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے بعض ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں۔)

### شوریٰ کا قیام

اسلامی شریعت کے مطابق کسی امر کے فیصلہ کا حق خلیفہ کو ہی ہے۔ دوسروں کا کام مشورہ دینا ہے۔ مجلس مشاورت کوئی فیصلہ نہیں کرتی بلکہ مشورہ دیتی ہے۔ فیصلہ خلیفہ کرتا ہے۔ یہ نہ کہا یا لکھا جائے کہ مجلس نے یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ مجلس نے یہ مشورہ دیا ہے یا مجلس کے مشورہ پر خلیفہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء صفحہ ۴۷)

### اجلاس شوریٰ سے غیر حاضر نمائندگان

جو ممبران شوریٰ سے بلا رخصت حاصل کئے اجلاس میں حاضر نہ ہوں آئندہ کے لئے ان کو شوریٰ کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا جائے۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۴)

### نمائندگان شوریٰ کے فرائض

۱...... ہر شخص خدا کی طرف توجہ کرے اور دعا کرے کہ الٰہی میں تیرے لئے آیا ہوں تو میری راہنمائی کر۔ کسی معاملہ میں میری نظر ذاتیات کی طرف نہ پڑے اور نہ ایسا ہو کہ کوئی رائے غلط دوں اور اس پر زور دوں کہ مانی جائے اور اس سے دین کو نقصان پہنچے۔ نہ ایسا ہو کہ مجھ میں نفسانیت آ جائے یا اپنی شہرت و عزت یا بڑائی کا خیال آ جائے نہ میں کسی غلط رائے کی تائید کروں۔ میری نیت اور رائے درست ہو اور تیری منشاء کے ماتحت ہو۔

۲...... مشورہ کے وقت ذاتی باتوں کو دل سے نکال دیا جائے۔ مشورہ کے معنی ہیں کہ اپنے دماغ کو صاف اور خالی کر کے بیٹھو۔ عام طور پر وہ لوگ فیصلہ کر کے بیٹھتے ہیں کہ یہ بات منوانی ہے اور پھر اس کو پیچ کرتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کو صحیح بات ماننی اور منوانی چاہئے۔

۳...... کسی کی خاطر رائے نہیں دینی چاہئے بلکہ جو رائے صحیح سمجھیں وہ دیں۔

۴...... کسی اور حکمت کے ماتحت رائے نہیں دینی چاہئے بلکہ یہ مد نظر ہو کہ جو سوال در پیش ہے اس کے لئے کونسی بات مفید ہے۔

۵...... جو بات سچی ہو اسے تسلیم کرنے سے پرہیز نہیں کرنی چاہئے خواہ اسے کوئی پیش کرے۔

۶...... کوئی رائے قائم کرتے وقت جلد بازی سے کام نہ لیں لوگوں کی باتیں سنیں اور ان کا موازنہ کریں اور پھر رائے پیش کریں۔

۷...... کبھی دل میں نہ رکھو کہ ہماری رائے مضبوط اور بے خطا ہے۔ بعض آدمی اس میں ٹھوکر کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری رائے غلط نہیں ہو سکتی۔ سچی اور علمی بات کو تسلیم کرو اور جہالت کی بات نہ مانو۔

۸...... اس بات کے حق میں رائے دینی چاہئے جس میں دینی فائدہ زیادہ ہو۔

۹...... ہماری تجاویز جن کے مقابلہ میں ہم کھڑے ہیں ان کی تجاویز سے بڑھ کر اور مؤثر ہوں۔

۱۰...... رائے دیتے وقت دیکھ لو کہ جو بات پیش ہے وہ واقعہ میں مفید ہے یا مضر۔ فروعات کو نہ دیکھو بلکہ واقعہ کو دیکھو مفید ہے یا مضر۔

۱۱...... سوائے کسی خاص بات کے یونہی دوہرانے کے لئے کھڑے نہ ہوں۔ ہاں اگر نئی تجویز ہے تو پیش کرو۔

(ملخص از رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۳۰۸ ۔اور ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۲۰۹)

اس مجلس کا نام مجلس مشاورت ہے۔ اس کے نام سے اس کے فرائض کی نشاندہی ہوتی ہے مگر بعض لوگ اس کے نام کو بھول جاتے ہیں۔ اس نام کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مجلس مشاورت ہے اور وہ مسائل نہیں آنے چاہئیں جو انتظام کی تفصیلات سے متعلق ہوں۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۸)

### سب کمیٹی کے ممبران کے لئے ہدایات

سب کمیٹیوں میں ایسے آدمیوں کے نام لینے چاہئیں جو اس کے لئے کافی وقت دے سکیں اور ان مضامین کے ساتھ ان کو مناسبت ہو۔ مناسبت سے میری مراد ذہنی مناسبت ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ گریجویٹ ہوں یا خاص حد تک تعلیم حاصل کئے ہوں بلکہ اخلاص اور تقویٰ ہی ایسی چیزیں ہیں جو کسی شخص کو دینی کاموں کا اہل ثابت کرتی ہیں۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۴۳ء صفحہ ۲)

### سب کمیٹی شوریٰ کے اجلاس سے غیر حاضری

جو اصحاب، مجلس مشاورت کی مقرر کردہ سب کمیٹیوں کے اجلاس میں باوجود اطلاع دئے جانے اور بلانے کے جواب نہیں دیتے یا شریک نہیں ہوتے ان کا نام مجلس مشاورت میں پیش ہوا کرے اور تین سال تک ان کو کسی سب کمیٹی کا ممبر مقرر نہ کیا جائے۔

### سب کمیٹیوں کا طرز عمل

کوشش یہ ہو کہ رائے متفقہ ہو۔ اگر نہ ہو سکے تو کثرتِ رائے لکھی جائے۔ لیکن اگر قلیل التعداد والے سمجھیں کہ ان کی یہی رائے ہے جسے ضرور پیش کرنا چاہئے تو ان کی رائے بھی لکھی جائے۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۲۹ء صفحہ ۸۸)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

## مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

### بھارت میں ۱۶ کروڑ اچھوت غیر انسانی سلوک کا شکار ہیں

بھارت میں ۱۶ کروڑ اچھوت غیر انسانی زندگی گزار رہے ہیں۔ انسانی حقوق کے گروپ ہیومن رائٹس واچ کے مطابق ہندوؤں کے ذات پات کے نظام کے باعث نچلی ذات کے ان لوگوں کے ساتھ انتہائی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ ان پر تشدد کیا جاتا ہے خواتین کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ گروپ نے بھارتی حکومت پر زور دیا کہ وہ نچلی ذات کے لوگوں کے ساتھ روا غیر انسانی سلوک کو روکنے کے لئے نئی قانون سازی کرے کیونکہ ۱۹۵۰ء میں نچلی ذات کے لوگوں کو نہ چھونے کی دو ہزار سالہ روایت ختم کرنے کے لئے کی جانے والی قانون سازی مؤثر نہیں۔

گروپ کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۶ء کے درمیان اچھوتوں کے خلاف ظلم و زیادتی کے تقریباً ایک لاکھ واقعات رونما ہوئے۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۴ کروڑ اچھوت جن میں ڈیڑھ کروڑ بچے بھی شامل ہیں ان سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ (جنگ لندن ۱۵/اپریل ۱۹۹۹ء)

☆......☆......☆

### کھربوں میل کے فاصلے پر نئے نظام شمسی کی دریافت

کھربوں میل کے فاصلے پر ایک اور نظام شمسی دریافت ہوا ہے۔ یہ نظام ۴۴ نوری سال کے فاصلے پر ہے جس میں تین بڑے سیارے ایک ستارے کے گرد گھوم رہے ہیں۔ پچھلے تین برسوں میں ہمارے نظام شمسی سے ہٹ کر ۱۷ انفرادی سیارے دریافت ہو چکے ہیں لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ پورا نظام شمسی دیکھنے میں آیا ہے۔ یہ دریافت امریکی فلکیات دانوں کی ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے برطانوی ماہر فلکیات ڈاکٹر ایلن پینی نے کہا ہے کہ یہ بہت بڑی دریافت ہے کیونکہ اس سے زمین جیسے سیاروں کے ملنے کے امکانات بڑھ گئے ہیں جن میں زندگی ہو سکتی ہے۔ قبل ازیں جو انفرادی سیارے دریافت ہوئے تھے ان کی ساخت ایسی نہ تھی جن میں زندگی ممکن ہو سکتی لیکن جو نظام اب دریافت ہوا ہے وہ مختلف ہے جس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ ہماری کہکشاں میں موجود دو کھرب ستاروں میں اس قسم کے متعدد نظام ہونگے۔

(جنگ لندن ۱۶/اپریل ۱۹۹۹ء)

☆......☆......☆

### کراچی میں چھ سال میں ۲۸ ہزار کاریں چھینی گئیں

گزشتہ چھ سال کے دوران کراچی میں ۲۸ ہزار ۲۰۸ کاریں چھینی اور چوری کی گئیں۔ پولیس صرف ۱۳ ہزار ۷۴۱ گاڑیاں برآمد کر سکی جبکہ ۱۵۰۶۱ کاروں کا پتہ نہیں چل سکا۔

۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھوں غائب کی جانے والی کاروں کی مالیت کئی بلین روپے ہے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔